نام کتاب:۔۔۔۔۔۔ذکر محبوب
از:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مولانا سید شہباز اصدق
کمپوزنگ:۔۔۔۔۔امجدی کمپیوٹر (ریحان المصطفیٰ قادری)
پروف ریڈنگ:۔۔۔مولانا ظفر نورانی، مولانا محمد نعمانی۔
ناشر:۔۔۔۔۔۔۔۔۔تحریک غوثی (خانقاہ غوثیہ شیر گنج سہسرام، بہار)
صفحات:۔۔۔۔۔۔ ۶۴
تعداد:۔۔۔۔۔۔۔۔
سال اشاعت۔۔۔۔۱۴۳۵ھ۔ ۲۰۱۴ء
قیمت:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
مطبع:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ملنے کے پتے

☆ مدرسہ غوثیہ گلزار اصدق (خانقاہ غوثیہ شیر گنج سہسرام روہتاس، بہار)
موبائل نمبر:9097467826
☆ امجدی بکڈپو، مدھوبن روڈ نزد جامعہ امجدیہ گھوسی، مئو۔
موبائل نمبر:07668525684

فہرست

عرض ناشر

بحمدہ تعالیٰ ''تحریک غوثی'' پیر طریقت حضرت مولانا حافظ سید شاہ عارفین اصدق غوثی صاحب قبلہ مدظلہ کی سرپرستی میں دینی دعوت کا فریضہ بطریق احسن انجام دے رہی ہے، دینی موضوعات پر اب تک کئی کتابیں اس تحریک کی جانب سے شائع ہو چکی ہیں، زیر نظر رسالہ ''ذکر محبوب'' میلاد النبی کے موضوع پر حضرت مولانا سید شہباز اصدق صاحب ریسرچ اسکالر جامعہ امجدیہ مئو یوپی کا انتہائی وقیع اور دلائل و براہین سے مزین فتویٰ ہے، جو انتہائی مفید ہے۔ افادۂ عامہ کے پیش نظر یہ تحریک حضرت کے اس فتوے کو رسالے کی شکل میں پیش کر رہی ہے، تاکہ عوام اہل سنت اس سے مکمل طور پر مستفید و مستفیض ہو سکیں۔

آخیر میں عرض ہے کہ کتاب کی کمپوزنگ انتہائی عرق ریزی سے کی گئی ہے، پھر بھی اگر کہیں کوئی غلطی در آئی ہو، تو درگزر فرما کر قارئین غلطی کی نشاندہی فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جا سکے، اللہ تعالیٰ تحریک کی خدمات کو قبول فرمائے اور مزید دینی خدمات انجام دینے کی توفیق بخشے آمین۔

ناشر تحریک غوثی

خانقاہ غوثیہ اصدقیہ سہسرام (بہار)

شرف انتساب

خواجۂ دو عالم حضور پر نور

محمد عربی اروا حنا فداہ

صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

کی بارگاہ اقدس میں

ایک نذرانۂ عقیدت

مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام

شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

یک از غلام غلاماں

سید شہباز اصدق

الدارس فی قسم الافتاء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو یو پی

ساکن: خواجہ مارکیٹ شیر گنج سہسرام (بہار)

09889187860

تصدیق

شیخ المعقولات والمنقولات
حضرت مولانا عبدالرحمن رضوی صاحب مدظلہ العالی
شیخ الحدیث جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو، یوپی

رسول اعظم، ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اصل ایمان ہے، محبت رسول کا تقاضہ ہے کہ مسلمان ہمیشہ اپنے محبوب، حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر فضائل، نشر محاسن کو وظیفۂ حیات قرار دیں خود ارشاد نبوی ہے "من احب شیئا اکثر ذکرہ" جوکسی شے سے محبت کرتا ہے اس کا تذکرہ زیادہ کرتا ہے، چنانچہ اظہار محبت ہی کی ایک شکل محفل میلاد النبی کا انعقاد ہے، میلاد کی محفل بایں ہیئت مروجہ اگرچہ اپنے لغوی معنی کے لحاظ سے ایک نئی ایجاد ہے مگر شرعی نقطۂ نظر سے یہ بدعت سیۂ یا بدعت ضلالت ہرگز نہیں ہے کیونکہ اس کی اصل کتاب وسنت میں موجود ہے، اسی لیے یہ ہمیشہ سے علماء ومشائخ ملت اور اکابر امت کا معمول رہا ہے۔

محفل میلاد النبی کی اصل یہ ہے کہ سرور کائنات، فخر موجودات، سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت طیبہ کے احوال اور آپ کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں کو قوم کے سامنے بیان کیا جائے، حدیث کی معتمد کتاب جامع الترمذی میں ایک باب ہے "**باب ماجاء فی میلاد النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم**" اس باب میں حضرت قیس ابن مخرمہ سے یہ حدیث مروی ہے "**قال ولدت انا رسول اللّٰہ عام الفیل، قال وسئل عثمان بن عفان قباث بن اشیم اخا بنی یعمر بن لیث انت اکبر ام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اکبر منی وانا اقدم منہ فی میلاد**" (جامع الترمذی جلد ۲ رص ۲۰۲) انھوں نے کہا میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم واقعہ فیل کے سال پیدا ہوئے اور حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالی عنہ نے قباث ابن اشیم صحابی سے پوچھا، تم بڑے ہو یا رسول اللہ؟ تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بڑے ہیں البتہ میری ولادت کا زمانہ ان سے پہلے ہے۔

اس حدیث سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت طیبہ کا بیان نہ صرف جائز بلکہ صحابہ کا طریقہ وشیوہ رہا ہے، دوسرا حکم حدیث پاک سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہایت تعظیم وادب سے کرنا چاہئے، اسی طرح قرآن کریم کی آیت **"قد جائکم من اللّٰہ نور"** اور **"وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین"** میں سرکار کی آمد کا ذکر ہے، اسی بنا پر سلف صالحین، علماء ربانیین، مشائخ طریقت اور اساطین امت محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرتے رہے اور اس میں برابر شریک ہوتے رہے، حد یہ ہے کہ امام ابوشامہ استاذ امام نووی، امام ابن جزری، علامہ ابن حجر عسقلانی اور علامہ جلال الدین سیوطی وغیرہ بیشمار اساطین ملت بلانکیر محفل پاک میں شریک ہوتے رہے، بلکہ بہت سے علماء نے محفل میلاد میں پڑھنے اور بیان کرنے کے لیے باضابطہ مستقل کتابیں تصنیف فرمائیں، مثلاً علامہ ابوالخطاب ابن دحیہ اندلسی، علامہ سلیمان برسوئی، سید امام جعفر برزنجی، سید زین العابدین برزنجی وغیرہ۔ صدیوں سے یہ عمل اہل سنت والجماعت میں رائج رہا اور مصر، شام، یمن، حرمین طیبین، ہندوستان ودیگر ممالک وبلاد اسلامیہ کے لوگ مختلف مواقع پر اس طرح کی محافل کا انعقاد کرتے رہے، کسی نے اس کے ناجائز ہونے کا فتوی نہیں دیا۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی سیاسی بدحالی کے زمانے میں صوبہ اتر پردیش کے ضلع سہارنپور اور اس کے اطراف کے چند اسلاف بیزار اور ابن عبدالوہاب کی عقیدت میں گرفتار مولویوں نے اس عمل خیر اور مجلس خیر کے خلاف آواز بلند کی اور دہلی کے وہابی علماء سے یہ سوال کیا کہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مولود خوانی و مدحت حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایسی ہیئت سے کہ جس مجلس میں امردان خوش الحان گانے والے ہوں اور زیب وزینت وشیرینی وروشنی ہائے کثیرہ اور

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب و حاضر ہوں جائز ہے یا نہیں؟ نیز قیام وقت ذکر ولادت جائز ہے یا نہیں؟ اور حاضر ہونا مفتیان کا ایسی محفل میں جائز ہے یا نہیں؟

اس کا جواب ان کی طرف سے یہ دیا گیا ''انعقاد محفل میلاد اور قیام وقت ذکر پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرون ثلاثہ سے ثابت نہیں ہوا، اس لیے بدعت ہے''۔

اس فتوے پر دہلی کے تین غیر مقلد علماء کے دستخط تھے، ان کے علاوہ درجہ ذیل علماء دیوبند وگنگوہ وسہارنپور کے تائیدی دستخط تھے (۱) مولوی محمد یعقوب صدر مدرس مدرسہ دیوبند (۲) مولوی محمد محمود حسن مدرس مدرسہ دیوبند (۳) مولوی رشید احمد گنگوہی۔ گنگوہی صاحب کے الفاظ یہ ہیں ''ایسی مجلس ناجائز ہے اس میں شریک ہونا گناہ ہے'' اس زمانے میں محفل میلاد کے خلاف یہ پہلا فتویٰ تھا جو چار ورق پر مشتمل تھا اور ۱۳۰۲ھ میں مطبوعہ ہاشمی میرٹھ سے شائع ہوا، پھر دوسرا فتوی مطبوعہ ہاشمی میرٹھ ہی سے چھپا، ان فتوں نے مسلمانوں میں اختلاف وانتشار کا بیج بو دیا اور عوام اہل سنت سخت اضطراب کا شکار ہو گئے، اس علاقے کے لوگ زیادہ تر شیخ المشائخ حاجی امداد اللہ صاحب فاروقی چشتی تھانوی کے مرید ومعتقد تھے، حاجی صاحب کے خلیفہ اجل حضرت مولانا محمد عبدالسمیع بیدل رامپوری نے حاجی صاحب کے مریدین وغیرہ کے بصد اصرار پر ''انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ'' جیسی عظیم کتاب لکھ کر مانعین کے شکوک وشبہات کی دھجیاں اڑا دیں، اور میلاد وفاتحہ کے جواز کو خوب خوب ظاہر فرما دیا اور تائید میں سلف صالحین، فقہاء، محدثین اور مشائخ طریقت کے اقوال ومعمولات کو بھی پیش فرمایا، چوں کہ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی قاسم نانوتوی بھی حاجی صاحب قبلہ ہی کے خلیفہ ہیں اور مولانا عبدالسمیع صاحب علیہ الرحمہ بھی حضرت ہی کے خلیفہ ہیں، اس لیے جب اختلافات اور فریقین کی جانب سے جواز وعدم جواز کی قلمی معرکہ آرائی ہونے لگی تو حاجی امداد اللہ صاحب نے پیر ومرشد ہونے کے ناطے اپنا نظریہ فریقین کے سامنے ظاہر کرنے کے لیے ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' نامی کتابچہ تحریر فرمایا

جس میں یہ عبارت مرقوم ہے۔

''اورمشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں'' (فیصلہ ہفت مسئلہ،مشمولہ کلیات امدادیہ ص ۱۰۵ / ماخوذ مقدمہ انوار ساطعہ)

موجودہ صورت حال یہ ہے کہ وہابی ، دیوبندی، غیر مقلد علماء محفل میلاد کو بدعت مذمومہ اورسنی مسلمانوں کو بدعتی کے لقب سے موسوم کرتے ہیں اور ذرہ برابر شرم وحیا نہیں کرتے کہ ان کے اس قول سے ان اکابرین ملت کی تضلیل وتفسیق لازم آتی ہے، جسے وہ خودبھی امام وپیشوا مانتے ہیں،جس مرید کا فتوی خوداس کے پیر کو بدعتی بنائے اس فتوی کے باطل ہونے میں کیا شبہ ہے۔

فکرونظر کی یہی وہ آوارہ فراجی ہے،جس سے یہ فتنے ختم ہونے کا نام نہیں لے رہے ہیں ،علمائے اہل سنت نے محفل میلاد کے جواز واستحسان پر دلائل کے انبار لگادیے،مگر بدعت بدعت کی رٹ ہے جوختم ہی نہیں ہورہی ہے، سچ ہے،خدا جسے گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔

بالجملہ زیرنظر رسالہ ''ذکرمحبوب'' میلاد پاک کے موضوع پر میرے عزیزارشد مولوی سید شہباز اصدق اصدقی سہسرامی کا ایک وقیع وپرمغز رسالہ ہے جس میں انھوں نے میلاد کے جواز واستحسان کے ساتھ فضائل نبوی کا ایک حسین گلدستہ تیار کیا ہےاوراس امید پرقوم کے سامنے پیش فرمایا ہے کہ لوگ محبوب رب العالمین کے ذکر سے اپنے قلوب وجگر کومنور ومجلی فرمائیں،دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ کتاب ہٰذا کومقبول بنائے اورمؤلف موصوف کومزید قلمی نگارش کی توفیق خیر سے نوازے۔آمین

ایں دعا ازمن واز جملہ جہاں آمین باد

تصدیق

پیر طریقت حضرت مولانا سید شاہ عارفین اصدق غوثی شہودی مدظلہ النورانی
سجادہ نشین خانقاہ غوثیہ شہودیہ اصدقیہ سہسرام، بہار

محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سواد اعظم کا محبوب ترین عمل ہے، جس کے استحباب و استحسان پر اکناف عالم کے تمام علمائ، فقہائ، محدثین، مشائخین اور جملہ مؤمنین و مسلمین متحد و متفق ہیں، لیکن ماضی قریب میں ہند کی سرزمین پر پہلی بار کچھ ابن الوقت مولویوں نے اس اتحاد و اتفاق میں دراڑ ڈالنے کی کوشش کی اور شیطان کے فریب میں آکر محفل میلاد النبی جو باعث خیر و برکت و ازدیاد محبت رسول کا سبب ہے، اس پر ناجائز ہونے کا فتویٰ دے ڈالا، جس کے رد وطرد میں "**اذاقۃ الآثام لمانعی عمل المولود والقیام**" مصنفہ حضرت علامہ نقی علی خاں رحمۃ اللہ تعالی علیہ "**اقامۃ القیام**" مصنفہ اعلی حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ "**انوار ساطعہ**" مصنفہ حضرت علامہ عبدالسمیع بیدل رامپوری علیہ الرحمہ "**انوار آفتاب صداقت**" مصنفہ علامہ قاضی فضل احمد لدھیانوی علیہ الرحمہ وغیرہ کتابیں منصۂ شہود پر آئیں، جس میں شرح وبسط کے ساتھ قرآن واحادیث، اقوال فقہاء ومحدثین سے مروجہ محفل میلاد شریف کے جواز واستحباب کو ثابت کیا گیا اور منکرین کے تمام بے جا شبہات واعتراضات کو تارۂ عنکبوت سے زیادہ ضعیف و کمزور ثابت کر کے واضح کر دیا کہ منکرین کا انکار محض رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص اور معمولات سواد اعظم اہل سنت والجماعت سے حسد وعناد پر مبنی ہے۔

زیر نظر رسالہ اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی اور ان ہی کتابوں کا چربہ ہے، جسے فاضل امجدیہ عزیزم مولانا سید شہباز اصدق سلمہ نے ایک استفتاء کے جواب میں تحریر کیا ہے، میں نے اس کتاب کو پڑھا بحمد اللہ تعالیٰ عزیزم سلمہ نے جواب کو نہایت شستہ وسنجیدہ اور جدید انداز استدلال کی رعایت کرتے ہوئے دلائل واضحہ وبراہین قاطعہ سے مزین کیا ہے، جو مثل آفتاب روشن اور اپنے کسی بھی منصف مزاج قاری کے لیے انوار حق و ہدایت ہے، دعا ہے کہ اللہ عزوجل کتاب کو مقبول انام فرمائے اور موصوف کو مزید دین متین کی خدمت کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں۔
زید ایک مسجد کا امام ہے جمعہ کے دن خطبہ میں انھوں نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے ایک تقریر کی، جس میں میلاد شریف کو قرآن وحدیث سے ثابت کیا، بکر جو کہ کسی مدرسہ کا متوسط درجہ کا طالب علم ہے اور امام مذکور کا مقتدی ہے وہ اس کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میلاد کی کوئی اصل قرآن وحدیث سے ثابت نہیں، یہ سراسر بدعت ہے، عرب کنٹری میں دور دور تک اس کا کہیں نام ونشان تک نہیں ہے، بلکہ علماء مثلاً مولانا قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا اشرف علی تھانوی نے اس سے منع کیا ہے اور وہ امام پر لعن طعن کرتا ہے جس کی وجہ سے عوام میں انتشار ہے۔ امام مسجد ودیگر حضرات کے مسلسل سمجھانے پر وہ یہ تو زبانی طور پر مان گیا، لیکن کہتا ہے کہ منانے کے لیے یہ صورت کچھ ضروری نہیں اور اب بھی وہ محافل میلاد میں شرکت نہیں کرتا بلکہ امام مسجد سے کھینچا کھینچا رہتا ہے۔
اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ
(۱) میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل قرآن وحدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟
(۲) جو طریقہ میلاد شریف کرنے کا آج رائج ہے مثلاً لوگوں کا مجمع بلانا، اس میں سرکار کا ذکر خیر کرنا، فاتحہ کر کے شیرینی تقسیم کرنا، اور اس کے لئے منبر و روشنی کا خصوصی انتظام کرنا وغیرہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟
(۳) خاص ۱۲؍ ربیع النور میں میلاد کی محفل منعقد کرنا کیسا ہے؟
(۴) نیز (بکر کہتا ہے کہ عرب میں یہ عمل نہیں ہوتا) اس سلسلے میں علمائے حرمین

شریفین کا کیا موقف ہے؟

(۵) زید امام مسجد اور بکر میں سے کس کی بات قابل قبول اور لائق عمل ہے؟

(٦) بکر کا یہ کہہ کر کہ ''منانے کے لیے یہ صورت کچھ ضروری نہیں''، محفل میلاد میں شرکت نہ کرنا کیسا ہے؟

قرآن وحدیث اور اقوال علمائے مستندین کی روشنی میں بالتفصیل جواب مرحمت فرمائیں تا کہ معاملہ کی تفہیم آسان ہو سکے اور معاملہ رفع دفع ہو۔

المستفتی

سبحان رضا۔ کبیر نگر (یوپی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبـــہ

الحمد لله الذی أنزل علیٰ عبدهٖ الکتاب، ففصله تفصیلاً وأودعه لطائف واسراراً وآیات وآثاراً تذکرة لاولی الالباب، والصلاة والسلام علی سید الابرار والاخیار من میلادهٖ الیٰ ابدالآباد، وعلی سائر الاصحاب واهل بیتهٖ الاطهار، وعلی امته الابرار مراراً أمراراً۔

الجواب بعون الملک الوهاب:

محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرعی حیثیت کے بیان اور اس کے دلائل کی پیشگی سے قبل اس کے لغوی واصطلاحی معنی ملاحظہ کریں۔

میلاد کا لغوی معنی: میلاد کا لغوی معنی لغت کی مشہور کتاب ''تاج العروس من جواهر القاموس'' میں یہ ہے '' میلاد الرجل اسم الوقت الذی ولد فیه ''(۱) میلاد اس وقت کو کہتے ہیں جس میں انسان پیدا ہوا، اسی طرح ''المعجم الوسیط'' میں ہے ''المیلاد وقت الولادة''(۲) میلاد سے مراد وقت ولادت ہے، اور یہی معنی ''المنجد'' میں ہے(۳)

میلاد کا اصطلاحی معنی: اصطلاح میں میلاد کہتے ہیں مجمع عام میں باقتضائے دعوت وتبلیغ حضور اقدس، شفیع محشر، قاسم نعمت، محمد عربی ارواحنا فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے حالات، حمل شریف کے واقعات، نور محمدی اور نسب نامہ کے کرامات، شیر خوار گی

(۱) تاج العروس من جواهر القاموس، فصل الواو من باب الدال، ج ۲ ص ۵۴۲

(۲) المعجم الوسیط، ص ۱۰۵۶ (۳) المنجد، ص ۱۱۰۶

اور حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی آغوش محبت میں گزرے ہوئے پاکیزہ لمحات اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں نظم ونثر میں نعت پاک کا گلدستہ پیش کرنے کو۔

"حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف" میں حضرت علامہ ڈاکٹر سید محمد علوی مالکی استاذ حدیث مسجد حرام مکتہ المکرمہ تحریر فرماتے ہیں:

"ان المولد الشريف يشمل على ذكر مولده الشريف ومعجزاته وسيرته والتعريف به اولسنا مأمورين بمعرفته ومطالبين بالاقتداء به والتأسى باعماله والايمان بمعجزاته والتصديق بآياته؟وكتب المولدتؤدى هٰذاالمعنى تماماً"(۱)

ترجمہ: میلاد شریف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ، معجزات جلیلہ اور سیرت طیبہ کے تذکرے اور آپ سے روشناس کرانے پر مشتمل ہوا کرتا ہے، تو کیا ہمیں اس کا حکم نہیں دیا گیا ہے کہ ہم حضور کو پہچانیں، ان کی اتباع کریں، ان کے افعال و اعمال کی پیروی کریں، حضور کے معجزات پر ایمان لائیں اور ان کی آیات بینات کی تصدیق کریں، کتب میلاد یہی مطلوب ومقصود مکمل طور پر پورا کرتی ہیں۔

لیکن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعض تقییدات وتخصیصات کے ساتھ منعقد کرنا تبلیغ اسلام اور دیگر مصالح کی حصولیابی کی سہولت کی وجہ سے ہے ورنہ ذکر ولادت مصطفی تنہائی میں ہو یا محفل میں، نظم میں ہو یا نثر میں، حالت قیام میں ہو یا قعود میں، بارہ ربیع الاول شریف میں ہو یا پورے سال کبھی بھی، بہر صورت اسے میلاد شریف ہی کہا جائے گا، چنانچہ "فیصلہ ہفت مسئلہ" میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ ۱۸۱۸ئ۔۱۸۹۹ء لکھتے ہیں:

"پس ان تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مخصوصہ نہیں سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے مگر ان کے اسباب کو عبادت جانتا ہے اور ہیئت مسبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو

(۱) حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف، ص ۱۲۔

بدعت نہیں مثلاً قیام کو لذا تہا عبادت نہیں اعتقاد کرتا مگر تعظیم ذکر رسول صل اللہ علیہ وسلم کو عبادت جانتا ہے اور کسی مصلحت سے اس کی ہیئت معین کر لی اور مثلاً تعظیم ذکر کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر کسی مصلحت سے خاص کر ذکر ولادت کا وقت مقرر کیا اور مثلاً ذکر ولادت کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر بمصلحت سہولت دوام یا اور کسی مصلحت سے ۱۲/ربیع الاول مقرر کر لی اور کلام تفصیل مصالح میں از بس طویل ہے، ہر محل میں جدا مصلحت ہے، رسائل مولید میں بعض مصالح مذکور ہیں اگر تفصیلاً کوئی مطلع نہ ہو تو مصلحت اندیشان پیشین کی اقتدا ہے، اس کے نزدیک یہ مصلحت کافی ہے، ایسی حالت میں تخصیص مذموم نہیں (۱)

قرآن مجید سے میلا دالنبی کا ثبوت

میلا د اصطلاحی یعنی میلا دالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل کتاب اللہ، احادیث رسول اللہ، آثار اصحاب نبی اللہ اور اجماع امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، ذیل میں ہم ان میں سے ہر ایک سے بالترتیب دلیل پیش کرتے ہیں، جس سے میلا دالنبی علیہ السلام کی شرعی حیثیت نصف النہار سے زیادہ روشن اور نکھر کر سامنے آئے گی انشاء اللہ، ملاحظہ کریں۔ قرآن پاک میں ہے۔

وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ (۲) اور یاد کرو اللہ کی نعمت جو تم پر ہوئی۔

وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (۳) اور اللہ کی نعمت کا شکریہ ادا کرو، اگر تم اس کی بندگی کرتے ہو۔

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ (۴) اور انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ۔

اس آیت کی تفسیر میں بعض مفسرین کا یہ قول علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ ۱۱۳۷ھ نے ''تفسیر روح البیان'' میں درج فرمایا ہے۔

''ذکرھم بایام اللہ، أی ذکرھم نعمائی لیومنو ابی'' (۵)

(۱) فیصلہ ہفت مسئلہ۔ ص ۶۵ تا ۷۱۔
(۲) المائدة۔ پ ۶/آیت ۷۔ (۳) النحل۔ پ ۱۴/آیت ۱۱۴۔
(۴) ابراہیم۔ پ ۱۳/آیت ۵۔
(۵) تفسیر روح البیان ج ۴/ص ۳۹۸۔

ترجمہ: ذکر ھم بایام اللّٰہ سے مراد یاددلاؤان کو میری نعمت تا کہ وہ مجھ پر ایمان لائیں۔

ان تینوں آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ منعم حقیقی اللہ عزوجل اپنی نعمتوں کے تذکرے اور اس پرِ شکریہ کا حکم فرما رہا ہے، اور یہ قرآنی حقیقت کسی صاحب ایمان پر مخفی نہیں کہ ذات مصطفیٰ، سید الانبیا علیہ التحیۃ والثناء اللہ رب العزت کی نعمتوں میں سے ایک نعمت عظمیٰ ہے، قرآن مجید میں ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ کُفْراً (۱) کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنھوں نے اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل دی۔

اس آیت کی تفسیر میں رأس المفسرین حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما ۶۸ھ فرماتے ہیں۔ ”قال ھم و اللّٰہ کفار قریش و محمد صلی اللّٰہ علیہ و سلم نعمۃ اللّٰہ (۲)“

(ترجمہ) فرمایا واللہ! وہ لوگ (کفران نعمت کرنے والے) کفار قریش ہیں اور نعمت اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اور قرآن مجید کی دوسری آیت میں ہے۔

یَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰہِ ثُمَّ یُنْکِرُوْنَهَا (۳) اللہ کی نعمت پہچانتے ہیں پھر اس سے منکر ہوتے ہیں۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْهَا (۴) اگر تم اللہ کی نعمت شمار کرو تو اسے شمار نہ کرسکو گے۔

علامہ احمد بن محمد قسطلانی علیہ الرحمہ ۸۵۱ھ ۹۲۳ھ۔ ”المواھب اللدنیہ“ میں مندرجہ بالا دونوں آیتوں کی تفسیر میں مفسرین کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”واما نعمۃ اللّٰہ فقال سھل فی قولہ تعالی وان تعدوا

---

(۱) ابراہیم۔ پ ۱۳/ آیت ۲۸۔ (۲) صحیح البخاری، ج ۲/ ص ۵۶۶۔
(۳) النحل۔ پ ۱۴/ آیت ۸۳۔ (۴) النحل۔ پ ۱۴/ آیت ۱۸۔

نعمة اللّٰہ فلا تحصوھا قال نعمته بمحمد صلی اللّٰہ علیه وسلم وقال یعرفون نعمة اللّٰہ ثم ینکرونھا یعنی یعرفون ان محمداً نبی ثم یکذبونه وھٰذا مروی عن مجاھد والسدی وقال به الذجاج (۱)

ترجمہ: رہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ''نعمة اللّٰہ'' ہونا تو حضرت سہل نے اللہ رب العزۃ کے فرمان ''وان تعدوا الخ'' (اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنے لگو تو شمار نہ کرسکو گے) کے متعلق فرمایا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی نعمت سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آیت کریمہ ''یعرفون نعمت اللّٰہ الخ'' (وہ اللہ کی نعمت کو پہچانتے ہیں پھر بھی اس کا انکار کرتے ہیں) کا مطلب ہے کہ وہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نبی ہونا جانتے ہیں، پھر بھی وہ لوگ ان کی تکذیب کرتے ہیں، اور یہ تفسیر مروی ہے مجاہد وسدی سے، اور یہی زجاج نے فرمایا ہے۔

صرف یہی نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نعمت الٰہی ہیں بلکہ آپ جملہ انعامات الٰہیہ کے قاسم ہیں چنانچہ حدیث شریف ہے ''وانما انا قاسم واللّٰہ یعطی'' (۲) اللہ عطا فرماتا ہے اور میں قاسم (تقسیم کرنے والا) ہوں۔

مذکورہ آیت کریمہ اور اقوال صحابہ ومفسرین سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ محسن دوعالم، قاسم نعمت صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کی جانب سے نعمت عظمیٰ اور قاسم نعمت ہیں اور نعمت کے حصول پر منعم حقیقی کا شکریہ مطلوب شرعی ہے، لہٰذا قاسم نعمت کی آمد آمد کا تذکرہ کرنا، اس نعمت الٰہیہ کے حصول پر شکریہ ادا کرنا اور اس فرحت ومسرت وشکریہ کے اظہار کے لیے ہر جائز صورت اختیار کرنا، مذکورہ آیات کریمہ سے ثابت اور بمنشائے الٰہی مقصود ومطلوب ہوا۔

(۱) المواھب اللدنیہ بالمنھاج المحمدیہ ج۲/ص۵۲۔

(۲) صحیح البخاری۔ باب ''من یرد اللّٰہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین'' ج۱/ص۱۶۔

نیز قرآن مجید میں ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا (۱) تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اس کی رحمت پر چاہیے کہ خوشی کریں۔

اس آیت میں اللہ رب العزت نے فضل ورحمت پر خوشی منانے کا حکم دیا ہے اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ کا فضل اور اس کی عظیم ترین رحمت ہیں، قرآن مجید میں ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (۲) اور ہم نے تمہیں سارے جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

لہٰذا آیت کریمہ "قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذَالِکَ فَلْیَفْرَحُوْا" کے بموجب بھی میلاد النبی منانا، اس پر خوشی کا اظہار کرنا جائز ودرست اور مطلوب کلام الٰہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا تذکرۂ میلاد النبی کرنا

علاوہ ازیں خود اللہ رب العزت نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرۂ میلاد کیا ہے، قرآن مجید میں ہے۔

لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَاعَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (۳) بے شک تمہارے پاس تمہیں میں سے وہ رسول تشریف لائے جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمان پر کمال مہربان۔

اس آیت کریمہ کے تین جز ہیں، پہلا جز "لقد جاء کم رسول" اے مسلمانو تمہارے پاس عظمت والے رسول تشریف لے آئے ، اس میں ولادت کا ذکر ہے، دوسرا جز "من انفسکم" ہے، اس میں حضور اقدس کا نسب نامہ بیان ہوا ہے کہ

(۱) یونس۔پ ۱۱/ آیت ۵۸۔ (۲) الانبیائ۔پ ۱۷/ آیت ۱۰۷۔

(۳) توبہ۔پ ۱۰/ آیت ۱۲۷۔

وہ تم میں سے ہیں یا تمہاری بہترین جماعت سے ہیں، تیسرا جز ''**حریص علیکم**'' سے آخری آیت تک ہے، اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت بیان ہوئی ہے یہی تین اجزاء میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جزء لاینفک ہیں۔

میلاد النبی کے اثبات میں قرآن پاک کی یہ چند آیتیں بطور نمونہ از خاروے رائے ہیں، ورنہ ایسی بے شمار آیتیں ہیں جن کو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ثبوت میں پیش کیا جاسکتا ہے۔

کتب احادیث اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، یہی وجہ ہے کہ امام مسلم ۲۰۲ھ۔۲۶۱ھ، امام ترمذی اور دیگر ائمۂ حدیث رحمہم اللہ کا یہ اسلوب ہے کہ انھوں نے فضائل ومناقب مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں میلاد النبی کا مضمون لازماً بیان کیا ہے، حضرت امام ابوعیسیٰ محمد ابن عیسی ابن سورۃ الترمذی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ۲۰۹ھ۔ ۲۷۹ھ نے تو ''جامع الترمذی'' میں ''**کتاب المناقب**'' کا دوسرا باب یہی ''**ماجاء فی میلاد النبی**'' کی ذیلی سرخی سے شروع کیا ہے، جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان عظیم الشان محدثین کے نزدیک بھی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر اہمیت حاصل ہے۔

احادیث کی ان کتب معتبرہ میں میلاد النبی علیہ التحیۃ والثنا کے موضوع پر بیشمار احادیث بکھری ہوئی ہیں، چند ایک ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) حضرت مطب ابن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''جاء العباس الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم فکانہ سمع شیئاً فقام النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم علی المنبر فقال من انا؟ فقالوا انت رسول اللّٰہ علیک السلام قال انامحمد بن عبداللّٰہ بن عبدالمطلب، ان اللّٰہ خلق الخلق فجعلنی فی خیرھم ثم جعلھم

فرقتین، فجعلنی فی خیرهم فرقة ثم جعلهم قبائل فجعلنی فی خیرهم قبیلة ثم جعلهم بیوتاً فجعلنی فی خیرهم بیتاً وخیرهم نسباً"(۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں اس حال میں حاضر ہوئے کہ گویا انھوں نے حضور کی شان میں کفار سے کچھ نازیبا کلمات سن رکھے ہوں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا میں کون ہوں؟ سب نے عرض کیا، آپ پر سلام ہو، آپ اللہ تعالی کے رسول ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں عبداللہ ابن عبدالمطلب کا بیٹا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں، اللہ تعالی نے مخلوق کو پیدا کیا اور اس مخلوق میں سے بہترین گروہ انسان کے اندر مجھے پیدا کیا اور اس کو دو گروہوں (عرب وعجم) میں تقسیم کیا اور ان میں سے بہترین گروہ (عرب) میں مجھے پیدا کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس حصے کے قبائل بنائے اور ان میں سے بہترین قبیلہ (قریش) کے اندر مجھے پیدا کیا اور پھر اس بہتر قبیلہ کے گھر بنائے تو مجھے بہترین گھر اور نسب (بنو ہاشم) میں پیدا کیا۔

ایک دوسری حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ولادت، فضائل وکمالات، وقت مولود کے کرامات اور ولادت سے قبل ہی انبیاء عظام کی زبانی تذکرۂ مولود ومیلاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمایا ہے، حدیث کے راوی حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(۲) "رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم انه قال انی عنداللّٰہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینة وساخبرکم باول امری دعوة ابراهیم وبشارة عیسیٰ ورویا امی التی رأت

(۱) جامع الترمذی۔ ابواب المناقب باب ماجاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ج ۲ ص ۲۰۱۔

حین وضعتنی وقد خرج لھا نور ضاء لھا منہ قصور الشام‘‘(۱)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالی کے نزدیک لکھا ہوا تھا کہ میں آخری نبی ہوں اس حال میں کہ آدم اپنی گندھی ہوئی مٹی میں زمین پر پڑے ہوئے تھے اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں اپنے اول امر کی، کہ میں دعا ہوں ابراہیم کی اور خوشخبری ہوں عیسیٰ کی اور میں تعبیر ہوں اس خواب کی جو میری ماں نے عجائبات دیکھے کہ ان سے ایک نور نکلا جس سے شام کے محلات چمک گئے۔

(۳) نیز حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔

’’عن واثلة بن الاسقع قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ان اللّٰہ اصطفی من ولد ابراھیم اسماعیل، واصطفیٰ من ولد اسماعیل بنی کنانة واصطفیٰ من بنی کنانة قریشاً واصطفی من قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنی ھاشم‘‘(۲)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی نے ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد میں سے اسماعیل (علیہ السلام) کو منتخب فرمایا اور اسماعیل (علیہ السلام) کی اولاد میں بنی کنانہ کو اور اولاد کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھے اشرف انتخاب سے نوازا اور پسند فرمایا۔

نکتہ:۔ مذکورہ احادیث کریمہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ولادت باسعادت، اپنا نام ونسب اور اپنا فضل وشرف بیان فرمایا ہے جو میلاد شریف کا جزو اصلی ہے، بالخصوص حدیث اول میں **’’فقام النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم**

(۱) مشکوٰۃ المصابیح۔ باب فضائل سید المرسلین، ص ۵۱۳۔

(۲) جامع الترمذی ابواب المناقب باب فی فضل النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ج ۲/ص ۲۰۱۔
وصحیح المسلم۔ کتاب الفضائل باب فضل نسب النبی ۔ ج ۲/ص ۲۴۵۔

علی المنبر'' کا جملہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں فرش ومنبر اور خصوصی انتظام و انصرام کے جواز پر واضح دلیل ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا میلاد منانا

(۴) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یوم ولادت کی تعظیم کرتے، اس دن، تاریخ کو ہمیشہ یاد رکھتے اور اس دن شکر الٰہی میں ہمیشہ روزہ رکھتے تھے چنانچہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث شریف ہے۔

''سئل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عن صوم الاثنین فقال فیه ولدت وفیه انزل علیَ''(۱)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر پیر کے دن روزہ رکھتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر کے دن کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اس دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی کی ابتدا ہوئی۔

اس حدیث کے تحت حضرت علامہ سید محمد بن علوی مالکی استاذ حدیث مسجد حرام مکۃ المکرمہ لکھتے ہیں:

''یہ امر جشن میلاد منانے کا مرادف ہے لیکن مقصود ومفہوم وہی ہے خواہ وہ روزے رکھ کر ہو یا کھانا کھلا کر یا ذکر کیلئے اجتماع کر کے یا آپ پر درود بھیج کر یا آپ کے خصائل وعادات مبارکہ سن کر، ہر ایک میں وہی بات پائی جاتی ہے''(۲)

میلاد النبی پر حدیث ثویبہ سے فقہاء کا استدلال

(۵) امام بخاری ۱۹۴ھ۔۲۵۶ھ نے ''صحیح البخاری'' میں ایک حدیث نقل کی ہے جس سے بیشتر فقہا ومحدثین نے میلاد النبی کے جواز کو ثابت کیا ہے اور اس

(۱) مشکوٰۃ المصابیح، باب صیام التطوع، ص۱۷۹/ وصحیح مسلم، باب استحباب صیام ثلاثة ایام من کل شهر وصوم یوم عرفة وعاشورا والاثنین کتاب الصیام، ج۱/ص ۳۶۸۔

(۲) حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف مترجم جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۱۵۔

کے اہتمام کرنے پر دین و دنیا میں بھلائی کی بشارت دی ہے، وہ حدیث یہ ہے۔

"قال عروة و ثویبة مولاة لابی لهب کان ابو لهب اعتقها فارضعت النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فلما مات ابو لهب اریه بعض اهله بشر حیبة قال له ماذا لقیت قال ابو لهب لم الق بعدکم خیرا انی سقیت فی هذه بعتاقتی ثویبة" (۱)

ترجمہ: حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابولہب کی ایک لونڈی ثویبہ تھی، جس کو اس نے آزاد کردیا تھا، اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا، جب ابولہب مرگیا تو اس کو عذاب میں گرفتار دیکھا گیا، اس سے کہا گیا کہ تم نے مرنے کے بعد کیا دیکھا، اس نے کہا میں نے تمہارے بعد کوئی راحت نہیں دیکھی، سواء اس کے کہ مجھے اس انگلی سے پلایا جاتا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ۷۷۳ھ۔۸۵۲ھ بخاری شریف کی شہرہ آفاق شرح "فتح الباری" میں اس روایت کو تفصیلاً بیان کیا ہے، ملاحظہ کریں:

"ذکر السهیلی ان العباس قال لما مات ابو لهب رایته فی منامی بعد حول فی شر حال فقال مالقیت بعدکم راحة الا ان العذاب یخفف فی کل یوم اثنین و ذلک ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ولد یوم الاثنین وکانت ثویبة بشرت ابالهب بمولده فاعتقها (۲)

ترجمہ: امام سہیلی نے ذکر کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابولہب مرگیا تو میں نے ایک سال بعد دیکھا کہ وہ بہت برے حال میں ہے اور کہہ رہا ہے کہ تم سے جدا ہونے کے بعد مجھے کوئی راحت نہیں ملی، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ

(۱) صحیح البخاری، باب و امهاتکم اللاتی ارضعنکم، ج ۲ ص ۷۶۴۔
(۲) فتح الباری شرح البخاری، ج ۹ ص ۱۱۸۔

ہر پیر کے دن مجھ سے عذاب کی تخفیف کی جاتی ہے، حضرت عباس فرماتے ہیں یہ اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پیر کے دن ہوئی اور ثویبہ نے ابولہب کو، آپ کی ولادت کی خوش خبری سنائی تو ابولہب نے اس کو اس خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔

حدیث مذکور سے جواز میلاد کے مسئلہ کا استنباط و استخراج کرتے ہوئے، مشہور فقیہ حضرت حافظ شمس الدین محمد بن ناصر الدین دمشقی علیہ الرحمہ ۷۷۷ھ ۸۴۲ھ فرماتے ہیں:

اذاکان ھٰذا کافراً جاء ذمه	بـ تبت یداه فی الجحیم مخلداً
اتی انه فی یوم الاثنین دائماً	یخفف عنه للسرور باحمداً
فما الظن بالعبد الذی کان عمره	باحمد مسروراً ومات مؤحداً(۱)

ترجمہ: جب کہ ابولہب ایسا کافر جس کی مذمت میں ”سورۃ تبت یدا“ آئی ہے اور ہمیشہ کے لیے جہنمی ہے، پھر دوشنبہ کے دن ہمیشہ اس کے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے، کیوں کہ اس نے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی منایا تھا، تو اس بندے کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے جو ہمیشہ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی کرے، اور موحد انتقال ہو۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ ۹۵۷ھ۔ ۱۰۵۲ھ حدیث مذکورہ سے جواز میلاد پر استدلال کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”ایں ثویبہ آں شب کہ چوں آں حضرت متولد شد بشارت رسانید بابولہب کہ در خانۂ عبداللہ برادر تو پسرے متولد شد وابولہب اورا بمژدگان آزاد کرد وامر کرد کہ اورا شیر د، مہ حق تعالی بایں شادی وسرور کہ ابولہب بولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرد درعذاب وی تخفیف کرد وروز دوشنبہ از وے عذاب برداشت، چنانکہ درحدیث آمدہ است ودر ینجا سند است مرا اہل موالید را کہ درشب میلاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سرور کنند وبذل اموال نمایند یعنی ابولہب کہ کافر بود وقرآن بمذمت وے نازل شدہ

(۱) مورد الصادی فی مولد الهادی بحوالہ حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف ص۹۔

چوں بسرور میلاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وبذل شیر جاریہ وے بجہت آنحضرت جزاء واداشد تا حال مسلمان کہ مملوست محبت وسرور وبذل مال در وے چہ باشد ولیکن باید کہ از بدعتہا کہ عوام احداث کردہ انداز تغنی والآت محرمہ ومنکرات خالی باشد تا موجب حرمان از طریقۂ اتباع نگردد‘‘(۱)

ترجمہ: ثویبہ نے اس شب میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متولد ہوئے ابولہب کو بشارت دی کہ آپ کے بھائی عبداللہ کے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے اور ابولہب نے اس خوشخبری کے نتیجے میں اسے آزاد کردیا اور اس کو حکم دیا کہ وہ انھیں دودھ پلائے، اور اللہ رب العزت نے اس خوشی وسرور کہ جو ابولہب نے حضور کی ولادت پر کیا، اس کے نتیجے میں اس کے عذاب میں تخفیف کردی اور دوشنبہ (سوموار) کے روز اس سے عذاب کی سختی کم کردی، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے، اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی شب محفل میلاد منعقد کرنے والوں اور اس پر خوشی منانے والوں کے لیے دلیل ہے کہ وہ اس سلسلے میں مال خرچ کریں، کیوں کہ ابولہب جو کافر تھا جس کی مذمت میں قرآن مجید نازل ہوا، جب اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد کی خوشی کی اور اس کو اس کی جزا ملی، تو جو مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اور خوشی میں مال خرچ کریں گے، تو ان کی جزا کا کیا عالم ہوگا لیکن عوام نے اس موقع پر جو بدعات پیدا کرلی ہیں اور آلات محرمہ کے ساتھ گانا بجانا ہوتا ہے اس سے محفل خالی ہونی چاہیے، تاکہ اسلام کی پیروی سے محرومی نہ ہو۔

یہی علامہ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ ابن جوزی کے حوالے سے میلاد کرنے والوں کو جنات نعیم کا مژدۂ جانفزا سناتے ہیں اور اس کے منکرین کے لیے ذلت و رسوائی کی خبر دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’**قال ابن الجوزی فاذا کان ابو لھب الکافر الذی نزل**

(۱) مدارج النبوۃ، باب اول نور مصطفی اصل کائنات است، ج ۲ ص ۱۸ تا ۱۹۔

القرآن بذمه جوزی فی النار لفرحه لیلة المولد النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فما حال المسلم من امته یسر بمولده ویبذل مااتصل الیه قدرته فی محبته صلی اللّٰہ علیه وسلم انما کان جزاء ہ من اللّٰہ الکریم ان یدخلها بفضله العمیم "جنات النعیم" ولا یزال اهل الاسلام یحتفلون بشهر مولده صلی اللّٰہ علیه وسلم ویعملون الولائم ویتصدقون فی لیا لیه بانواع الصدقات ویظهرون السرور ویزیدون فی البراۃ ویعتنون بقراءۃ مولده الکریم ویظهر علیهم من مکانه کل فضل عمیم ومما جرب من خواصه انه امان فی ذالک العام وبشریٰ عاجل بنیل البغیة والمرام فرحم اللّٰہ امرا اتخذ لیالی شهر مولده المبارک اعیاداً لیکون اشد غلبة علی من فی قلبه مرض وعناد"(۱)

ترجمہ: ابن جوزی نے کہا کہ وہ ابولہب جس کی مذمت میں قرآن اترا ہے، اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی کرنے کے سبب سے جہنم میں بدلہ دیا گیا تو آپ کی امت کے اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو آپ کی پیدائش پر خوشی کرتا ہے، اور جہاں تک اس کی طاقت پہنچتی ہے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں خرچ کرتا ہے، ایسے شخص کی جزا اچھا بدلہ اللہ کریم کی طرف سے یہ ہوگا کہ اللہ تعالی ایسے شخص کو اپنے فضل عام سے "جنات نعیم" میں داخل فرمائے گا اور ہمیشہ سے اہل اسلام نبی علیہ السلام کی ولادت کے مہینے میں محفل منعقد کرتے ہیں، دعوتیں کرتے ہیں، راتوں کو صدقہ وخیرات کرتے ہیں، اظہار مسرت اور نیکیوں میں زیادتی کرتے ہیں اور آپ کی ولادت مبارکہ کے واقعات پڑھتے ہیں اور ان پر

(۱) ماثبت بالسنة، ص ۶۰۔

اس وجہ سے فضل ظاہر ہوتا ہے اور خواص کے تجربہ سے ثابت ہے کہ محفل میلاد کی برکت سے سارا سال امن رہتا ہے اور مطلوب حاصل ہونے کی جلد بشارت ملتی ہے، پس خدا فضل کردے اس شخص پر جس نے ماہ ربیع الاول کی ہر شب کو عید بنادیا ہو، تاکہ عظمت نبوی کے منکروں اور تنقیص رسالت کے شیدائیوں پر یہ خوشی مزید گراں گزرے اور ان کا اندرونی عناد بڑھے۔

مذکورہ احادیث کریمہ اور مستند و معتبر شارحین احادیث کی تشریح عنیق کی رو سے یہ امر محقق ہوجاتا ہے کہ مصطفی جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی میں ہر جائز طریقے سے میلاد النبی کا اہتمام وانعقاد امر شرعی مستحب و مستحسن ہے جو کہ اپنے عامل وفاعل اور مہتمم کے لیے دارین میں خیر کا ضامن ہے اور منکرین کے لیے وائے حسرتا ہے۔

میلاد النبی اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

مشکوٰۃ نبوت سے براہ راست اکتساب فیض کرنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی میلاد مصطفی، نسب عالی، فضائل ومناقب سرکار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیان کو اپنا معمول بنایا اور وہ اس پر بڑی وارفتگی کے ساتھ عمل پیرا رہے، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا برسر منبر شان رسالت میں مدح سرائی کرنا، حضرت اسود بن سریع کا نعت پاک پڑھنا، حضرت عبداللہ بن رواحہ کا ثنا خوانی کرنا، حضرت عباس بن عبدالمطلب کا رسول اللہ علیہ التحیۃ والثنا کی جناب میں نغمہ سنجی کرنا وغیرہ کیا کسی پر مخفی ہے۔

حضرت حسان کا مجمع عام میں منبر پر نعت پڑھنا

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ۵۸ھ سے روایت ہے۔

”کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضع لحسان منبراً فی

المسجد يقوم عليه قائماً يفاخر عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم او قالت ینافح عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ان اللّٰہ یؤید حسان بروح القدس مایفاخر اوینافح عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم"(۱)

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد نبوی میں منبر رکھواتے وہ اس پر کھڑے ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق (کفار، مشرکین کے مقابلہ میں) فخریہ اشعار پڑھتے یا فرمایا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے، سرکار صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوکر فرماتے بے شک اللہ تعالی روح القدس کے ذریعہ، حسان کی مدد فرماتا ہے، جب تک وہ اللہ کے رسول کے متعلق فخریہ اشعار بیان کرتا ہے یا ان کا دفاع کرتا ہے۔

نکتہ: ۔اس حدیث پاک میں "کان" کا لفظ ہے جو عربی قواعد کے مطابق دوام واستمرار پر دلالت کرتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ایک بار نہیں بلکہ بار ہا ہوا ہے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا۔

حضرت عباس کا مجمع صحابہ میں قصیدۂ میلاد النبی پڑھنا

غزوۂ تبوک سے واپسی کے موقع پر مجلس صحابہ میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا آپ کی شان میں قصیدۂ مولود پڑھنا بھی میلاد کے جواز کے لیے برہان قوی ہے، وہ قصیدہ یہ ہے۔

(۱)من قبلها طبت فی الظلال وفی مستودع حیث یخصف الورق

(۲)ثم هبطت البلاد لا بشر انت ولا مضغة ولا علق

---

(۱)جامع الترمذی۔باب فی انشاد الشعر، ج۲ر ص۱۰۷۔

(۳)بل نطفة تركب السفين وقد	الجم نسرًا واهله الغرق
(۴)تنقل من صالب الی رحم	اذا مضی عالم بدا طبق
(۵)حتی احتوی بیتک المهین من	خندف علیاء تحتها النطق
(۶)وردت نارالخلیل مکتتما	فی صلبه انت کیف یحترق
(۷)وانت لماولدت اشرقت الارض	وضاء ـت بنورک الافق
(۸)فنحن فی ذالک الضیاء وفی	النور وسبل الرشاد نخترق(۱)

ترجمۂ قصیدہ:

(۱) جب حضرت آدم اور حوا علیہما السلام اپنے اپنے جسموں کو جنت میں پتیوں سے ڈھانپ رہے تھے اس وقت سے بھی بہت پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے سایوں اور اپنی والدہ ماجدہ کے رحم میں بھی پاکیزہ تھے۔

(۲) ان کے جنت سے زمین پر اتارے جانے کے بعد آپ بھی ان کے ہمراہ زمین پر تشریف لے آئے جب کہ آپ تو قبل ازیں بشری صورت میں تھے اور نہ ہی دانتوں سے چبائے ہوئے لوتھڑے اور علق کی حالت میں۔

(۳) بلکہ حضرت نوح علیہ السلام کی مبارک پشت میں ایک تولیدی قطرہ کی حالت میں کشتی میں سوار تھے، جبکہ غرق نے نسر (بت) اور اس کی پرستش کرنے والوں کو لگام دی تھی، یعنی بت اور پجاری غرق ہو رہے تھے۔

(۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقدس اصلاب سے پاکیزہ ارحام کی جانب منتقل ہوتے رہے، جب ایک دور گزرتا تو دوسرا شروع ہو جاتا۔

(۵) یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک شرف جو آپ کے فضل پر گواہ ہے، قبیلہ خندف (قریش) کے نسب کے اعلی مقام پر فائز ہوا (جب کہ دوسرے تمام لوگ آپ کے اس مقام سے نیچے ہیں)

(۶) آپ نازل ہوئے آتش خلیل میں صلب میں خلیل کے چھپے ہوئے پھر وہ کس طرح جلتے۔

---

(۱) حاکم المستدرک علی الصحیحین ۲ا/ص۳۴۷۔

(۷) اور جب آپ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہ کی گود میں بزم آرائے جہاں ہوئے تو آپ کی تشریف آوری کے باعث زمین پرنور ہوگئی اور فضائیں جگمگا اٹھیں۔

(۸) ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیا پاشی اور نورانیت کے صدقے ہی تو راہ ہدایت پر گامزن ہیں۔

حضرت عباس ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے اس پورے قصیدے میں میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے، تخلیق آدم وحوا سے قبل نور مصطفی کا وجود، حضرت آدم وحوا کے جنت سے زمین پر اتارے جانے کے بعد میں آپ کا ان کی پشتوں میں رہ کر زمین پر تشریف لانا، آپ کا مقدس اصلاب سے پاکیزہ ارحام کی جانب منتقل ہوتے رہنا، یہاں تک کہ آپ کا سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی گود میں بزم آرائے جہاں ہونا وغیرہ پر مشتمل حضرت عباس بن عبدالمطلب کا یہ مقدس قصیدہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آئینہ دار اور اہل سنت کا موقف جواز میلاد کے لیے مقوی و موئید ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ نفس میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن و احادیث اور آثار صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے ثابت ہے جسے ہر دور اور ہر عصر میں مسلمانوں نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق منایا ہے۔

مروجہ میلاد النبی ﷺ کی مختصر تاریخ

ماہ ربیع الاول میں بارہ تاریخ کو میلاد شریف خاص اس ہیئت کذائیہ، مروجہ (مثلاً چراغاں کرنا، دن متعین کرنا، فرش و منبر کا انتظام کرنا، شیرنی تقسیم کرنا، قیام کرنا اور لوگوں کے اجتماع میں ذکر محبوب کرنا وغیرہ) کے ساتھ منانا چھٹی صدی کے اخیر کی ایجاد ہے، جس کے محرک ملک عراق کے ایک متقی، صوفی، صافی، دین دار شیخ عمر رحمۃ اللہ علیہ تھے، انھوں نے یہ عمل ایجاد کیا اور بادشاہ وقت سلطان ابوسعید مظفر نے حضرت شیخ عمر کی اس فعل حسن میں پیروی کی اور ہر سال ربیع الاول میں تین لاکھ اشرفی لگا کر بڑی محفل کرنے لگے، جس میں بڑے بڑے علما، فضلا، مشائخ و صوفیا نے مستحب و باعث ثواب جان کر شرکت فرمائی، اس کے عامل و فاعل، مہتمم و منتظم

رہے اور میلاد شریف کے اس صورت مجموعی کے ساتھ انعقاد واہتمام پر بدعت حسنہ مستحبہ کا فتوی دیا اور عوام الناس نے اسے بسر وچشم قبول کر کے عمل درآمد کیا(۱)

حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ ۸۴۹ھ۔ ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

"احدثہ ملک عادل و عالم و قصد بہ التقرب الی اللہ عز و جل و حضر عندہ فیہ العلماء و الصلحاء من غیر نکیر"(۲)

ترجمہ: اس عمل کو ایک عالم، عادل بادشاہ نے جاری کیا اور اس سے اس کا مقصد اللہ عز وجل کا تقرب حاصل کرنا تھا، اور علماء وصلحاء اس محفل میں حاضر ہوئے اور کسی نے اس پر انکار نہ کیا۔

امام سیوطی علیہ الرحمہ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بلانکیر سب علماء وصلحاء کا اس فعل پر اجماع ہوا اور سب نے اس صورت مجموعی کے ساتھ انعقاد محفل میلاد پر بدعت حسنہ مستحبہ کا فتوی دیا۔

شرعی بدعت کی تقسیم

اس مقام پر یہ بات ذہن نشین رہے کہ ہر بدعت ضلالت نہیں، بلکہ بدعت کی دو قسمیں ہیں ایک حسنہ اور دوسری سیئہ، جس میں ضلالت صرف اور صرف سیئہ ہے، جب کہ حسنہ نعمت ہی نعمت ہے، اگر ایسا نہ ہو بلکہ ہر بدعت ضلالت وگمراہی ہو، تب تو قرآن کے تیسوں پارے اس صورت وشکل میں، احادیث، فقہ، نحو، صرف وغیرہ کی کتابیں، مدارس کے امتحانات وغیرہ سب کے سب بدعت وضلالت ہونے چاہیے حالاں کہ کوئی ایسا نہیں کہتا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ متوفی ۲۳ھ نے تراویح کی بیس رکعت قائم کر کے فرمایا **"نعم البدعۃ ھذہ"**(۳) یہ کیا ہی اچھی بدعت ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہر بدعت ضلالت وگمراہی نہیں بلکہ بعض بدعت موجب ضلالت اور بعض حسن ہے۔

---

(۱) انوار ساطعہ ملخصاً۔ (۲) فتاویٰ حسن المقصد، ص ۳۰۷۔

(۳) صحیح البخاری کتاب الصوم باب فضل من قام رمضان ج ۱ ص ۲۶۹۔

بدعت کے سلسلے میں امام غزالی کا قول فیصل

قیام کے سلسلے میں بدعت کی تفصیل کرتے ہوئے حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی قدس سرہ ۴۵۰ھ۔ ۵۰۵ھ نے جو کچھ فیصلہ فرمایا ہے وہ پڑھئے، لکھتے ہیں:

"وقول القائل ان ذالک بدعة لم یکن فی الصحابة فلیس کل ما یحکم باباحته منقولا عن الصحابة رضی اللّٰہ عنهم انما المحذور ارتکاب بدعة تزاحم سنة ماثورة ولم ینقل النهی عن شئ من هذا"(۱)

ترجمہ: اگر کوئی یہ کہے کہ یہ تو بدعت ہے، صحابہ سے منقول نہیں ہے، ہم کہیں گے بہتیری مباح باتیں صحابہ سے منقول نہیں، ممنوع تو صرف وہ بدعت ہے جو کسی سنت ماموربھا کو مٹادے اور اشیائے مذکورہ کی ممانعت منقول نہیں ہے، لہٰذا وہ بدعت مباحہ یا حسنہ ہے۔

مروجہ میلاد کے استحباب پر تمام علماء کا اتفاق

غرض کہ مروجہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بدعت حسنہ ہے جس کے استحباب پر امام المحدثین حافظ شمس الدین ابن جزری ۶۶۰ھ سے لے کر خاتم المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۱۵۵۱ء۔ ۱۶۴۲ء تک، مشہور فقیہ ابوالفرح عبدالرحمن بن جوزی ۵۰۸ھ ۵۹۷ھ سے لیکر اعلی حضرت فاضل بریلوی ۱۲۷۲ھ۔ ۱۳۴۰ھ تک تمام جمہور علماء ومحدثین نے فتوی دیا ہے، اعلی حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے **"اقامة القیامة علی طاعن القیام لنبی تهامة"** میں علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا وتعظیما اور دیگر اسلامی بلاد کے بیشمار معتبر علماء وفضلاء کے فتاوے جمع فرمائے ہیں، اب ہم ذیل میں مروجہ محفل میلاد النبی پر حرمین طیبین اور دیگر قدیم مستند ومعتبر اور ہر مکتبہ فکر کے مرجع علماء ومفتیان اسلام کے فتوے کی نقل پیش کررہے ہیں، جس سے مروجہ میلاد النبی کی شرعی حیثیت نکھر کر سامنے آجائے گی۔

---

(۱) احیاء العلوم، المقام الثالث من السماع نذکر فیہ آداب السماع الخ الادب الخامس ج۲/ص۲۶۸۔

مروجہ میلاد النبی پر علمائے مکۃ المکرمہ کا فتویٰ

علمائے مکۃ المکرمۃ میں سے مرجع فتوی، صاحب تقویٰ مفتی، خاتم المحدثین زین الحرم، عین الکرم مولانا سید محمد احمد زین دحلان مکی قدس سرہ العزیز اپنی کتاب مستطاب "الدرر السنیۃ فی الرد علی الوھابیۃ" میں میلاد النبی کے جواز کے سلسلے میں تحریر فرماتے ہیں:

"من تعظیمه صلی اللّٰہ علیه وسلم الفرح بلیلة ولادة قراء ة المولد والقیام عند ذکر ولادته صلی اللّٰہ علیه وسلم واطعام الطعام وغیر ذالک مما یعتاد الناس فعله من انواع البر فان ذالک کله من تعظیمه صلی اللّٰہ علیه وسلم وقد افردت مسئلة المولد ویتعلق بها بالتالیف واعتنی بذالک کثیرا من العلماء فألفوا فی ذالک مضغات مشحونة بالادلة والبراهین فلا حاجة لنا الی اطالته بذالک"(۱)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم سے حضور کی شب ولادت کی خوشی کرنا اور مولود شریف پڑھنا اور ذکر ولادت اقدس کے وقت کھڑا ہونا اور مجلس شریف میں حاضرین کو کھانا دینا اور ان کے سوا اور نیکی کی باتیں کہ مسلمانوں میں رائج ہیں کہ یہ سب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم سے ہیں اور یہ مسئلہ مجلس میلاد اور اس کے متعلقات کا ایسا ہے جس میں مستقل کتابیں تصنیف ہوئیں اور بکثرت علمائے دین نے اس کا اہتمام فرمایا اور دلائل و براہین سے بھری ہوئی کتابیں اس میں تالیف فرمائیں تو ہمیں اس مسئلہ میں تطویل کلام کی حاجت نہیں۔

(۱) الدرر السنیۃ فی الرد علی الوھابیۃ ص ۱۸، بحوالہ فتاوی رضویہ ج ۱۲/ ص ۶۴۔

مروجہ میلاد النبی پر علماء مدینہ منورہ کا فتوی

علمائے مدینہ منورہ نے جملہ مراسم میلاد کے جواز کے جواب میں جو کچھ تحریر فرمایا اس سے صاف ظاہر ہے کہ افرادسرور سے جتنی چیزیں ہیں وہ سب میلاد النبی کی خوشی میں کرنا جائز و مستحسن ہے، چشم انصاف سے پڑھیں، وہ تحریر فرماتے ہیں:

"والحاصل ان مایضع من الولائم فی المولد الشریف وقراء ته بحضرة المسلمین وانفاق المبرات والقیام عند ذکر ولادت الرسول الامین صلی اللّٰہ علیه وسلم ورش ماء الورد والقاه البخور وتزمین المکان وقراء ة شی من القرآن والصلوٰة علی النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم واظهار الفرح والسرور فلا شبهة فی انه بدعة حسنة مستحبة وفضیلة شریفة مستحسنة اذ لیس کل بدعة حراماً بل قد تکون واجبة کنصب الادلة للرد علی الفرق الضالة وتعلم النحو وسائر العلوم المعینیة علی فهم الکتاب والسنة کما ینبغی ومندوبة کبناء الربط والمدارس ومباحة کالتوسع فی الماکل والمشارب اللذیذة والثیاب کما فی شرح المناوی علی جامع الصغیری عن تهذیب النووی فلا ینکرها الامبتدع لا استماع لقوله بل علی حاکم الاسلام ان یعزره واللّٰہ تعالی اعلم"(۱)

ترجمہ: خلاصۂ مقصود یہ ہے کہ میلاد شریف میں ولیمے کرنا اور حال ولادت مسلمانوں کو سنانا اور خیرات مبرات بجالانا اور ذکر ولادت رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت قیام کرنا اور گلاب چھڑکنا اور خوشبوئیں لگانا

(۱) روضۃ النعیم، بحوالہ فتاوی رضویہ ج ۱۲/ص ۶۷۔

اور مکان آراستہ کرنا، کچھ قرآن پڑھنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اور فرحت وسرور کا اظہار کرنا بے شک بدعت حسنہ مستحبہ، فضیلت اور شریفہ مستحسنہ ہے کہ ہر بدعت حرام نہیں ہوتی بلکہ کبھی واجب ہوتی ہے جیسے گمراہ فرقوں کے رد کے لیے دلائل قائم کرنا اور نحو وغیرہ علوم سیکھنا، جن کی مدد سے قرآن وحدیث بخوبی سمجھ میں آسکے اور کبھی مستحب ہوتی ہے جیسے سرائیں اور مدرسے بنانا، کبھی مباح جیسے لذیذ کھانے پینے اور کپڑوں میں وسعت کرنا جیسا کہ علامہ مناوی نے شرح جامع صغیر میں تہذیب امام علامہ نووی سے نقل کیا، تو ان امور کا انکار وہی کرے گا جو بدعتی ہوگا، اس کی بات سننا نہ چاہیے بلکہ حاکم اسلام پر واجب ہے کہ اسے سزا دے واللہ تعالیٰ اعلم۔

علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کے مذکورہ فتاوے کے مطابق میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مروجہ طریقے سے منانا جائز ودرست، مستحب و مستحسن ہے اور اس کا منکر بدعتی گمراہ ہے، جس پر بادشاہ وقت کی جانب سے اجرائے سزا لازم وضروری ہے۔

مروجہ میلاد کے جواز پر امام جلال الدین سیوطی

۸۴۹ھ-۹۱۱ھ کا فتوی

۹/رویں صدی کے مجدد جن کی مشہور زمانہ کتاب "تفسیر الجلالین" جو عرب وعجم میں یکساں احترام کی نظر سے دیکھی جاتی ہے، اس شاہکار کتاب کے مصنف حضرت علامہ شیخ عبدالرحمن ابن ابی بکر جلال الدین المعروف بہ امام سیوطی قدس سرہ نے رسالہ "**حسن المقصد فی عمل المولود**" اثبات میلاد مروجہ کے لیے تحریر فرمایا ہے، اور اس رسالہ میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جملہ مراسم کے ساتھ مستحب و مستحسن ہونا ثابت کیا ہے، وہ جواز میلاد پر دلائل وبراہین قائم کر کے لکھتے ہیں:

"**یستحب لنا اظہار الشکر لمولودہ علیہ السلام بالاجماع**

والاطعام وغیر ذالک من وجوہ القربات والمسرات"۔(۱)

ترجمہ: اہل اسلام کا اجتماع کر کے، انہیں کھانا کھلا کر کے، اس کے سوا امور مستحسنہ اور خوشحالیوں کے ساتھ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شکریہ کا اظہار کرنا ہمارے لیے مستحب ہے۔

مروجہ میلاد کے جواز پر علامہ ابن جزری ۶۶۰ھ کا فتوی

حضرت شیخ الاسلام شمس الدین ابوالخیر ابن الجزری علیہ الرحمہ جن کا شمار کبار ائمہ حدیث سے ہوتا ہے انہوں نے جواز میلاد کے سلسلے میں مستقل ایک کتاب تحریر فرمائی ہے جس کا نام رکھا ہے **"عرف التعریف بالمولود الشریف"** اور اس میں میلاد النبی کی جزاء "جنّات النعیم" کو قرار دیا ہے وہ لکھتے ہیں۔

"وما حال المسلم الموحد من امته علیه السلام یسر لمولوده ویبذل ما اتصل الیه قدرته فی محبته صلی اللّٰہ علیه وسلم لعمری انما یکون جزائه من اللّٰہ الکریم ان یدخله بفضله العمیم فی جنات النعیم"(۲)

ترجمہ: کیا حال پوچھتے ہو اس مسلمان موحد کا جو آپ کا امتی ہے اور آپ کے مولود سے خوش ہوتا ہے اور محبت میں جہاں تک ہوتا ہے خرچ کرتا ہے، قسم ہے! میرے نزدیک اس کی جزا خدائے کریم کی طرف سے اور کچھ نہیں، سوائے اس کے اپنے فضل عام سے اس کو جنات نعیم میں داخل فرمادے۔

---

(۱) حسن المقصد فی عمل المولود، بحوالہ انور ساطعہ ص ۲۱۷۔

(۲) عرف التعریف بالمولود الشریف بحوالہ انوار ساطعہ ص ۲۱۷

مروجہ میلاد پر ابن جوزی کا فتوی

مشہور محدث امام ابن جوزی ۵۰۸ھ۔۵۹۷ھ پوری دنیا میں محفل میلاد کے انعقاد واہتمام کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"لازال اهل الحرمين الشريفين والمصر واليمن والشام وسائر البلاد العرب من المشرق والمغرب يحتفلون بمجلس مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ويفرحون بقدوم هلال شهر ربيع الاول ويهتمون اهتماماً بليغاً على السماع والقراءة لمولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وينالون بذالک اجراً جزيلاً وفوزاً عظيماً"(۱)

ترجمہ: ہمیشہ مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ، مصر، شام، یمن غرض شرق سے غرب تک تمام بلاد عرب کے باشندے، میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفلیں منعقد کرتے آئے ہیں، جب ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہیں تو ان کی خوشی کی انتہا نہیں رہتی، چنانچہ ذکر میلاد پڑھنے اور سننے کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں اور بے پناہ اجرو کامیابی حاصل کرتے ہیں۔

مروجہ میلاد پر صاحب تفسیر روح البیان کا فتوی

امام المفسرین علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ ۱۱۳۷ھ اپنی شہرہ آفاق تصنیف "تفسیر روح البیان" میں آیت کریمہ "مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ" کے تحت فرماتے ہیں:

"ومن تعظيمه عمل المولد اذا لم يكن فيه منكر، قال الامام السيوطی قدس سره يستحب لنا اظهار الشكر لمولده عليه السلام وقد استخرج له الحافظ السيوطی ورد

(۱) المیلاد النبوی، ص۵۸۔

علی انکارھا فی قولہ ان عمل المولد بدعۃ مذمومۃ"(۱)

ترجمہ: میلاد شریف کرنا بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے جب وہ منکرات سے خالی ہو، امام سیوطی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ہمارے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے اور حافظ سیوطی نے میلاد کی اصل سنت سے ثابت کی ہے اور ان لوگوں کا رد کیا ہے جو میلاد شریف کو بدعت سیۂ کہہ کر منع کرتے ہیں۔

مروجہ میلاد پر علامہ ابن عابدین شامی ۱۱۹۸ھ ۱۲۵۲ھ کا فتویٰ

فقہ حنفی کی شہرہ آفاق کتاب "ردالمحتار" کے مصنف حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے میلاد النبی کو نہ صرف جائز و مستحب و مستحسن شمار کرتے ہیں بلکہ اسے کار عبادت اور باعث ازدیاد محبت رسول علیہ التحیۃ والثنا گردانتے ہیں، چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد شریف کو سننے کے لیے جمع ہونا اعظم عبادت میں سے ہے کیونکہ میلاد شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بار بار ذکر ہوتا ہے اور آپ کے ذکر سے محبت آپ کے قرب کا ذریعہ ہے"

اور جلیل القدر علماء نے تصریح کی ہے کہ جس سال میلاد شریف کیا جائے اس سال امان رہتی ہے، مقصود میں کامیابی کی جلد بشارت ملتی ہے۔ جیسا کہ ابن الجزری نے تشریح کی ہے اور اس کو علامہ حلبی نے اپنی سیرت میں نقل کیا ہے، اسی طرح علامہ ابن حجر ھیتمی مالکی "رسالہ مولود" میں اور علامہ قسطلانی نے "مواھب" میں ذکر کیا ہے:

(۱) تفسیر روح البیان، ج۵ ص۶۶۱۔

''اور ہر وہ شخص جو آپ کی محبت میں صادق ہے، اس کے لیے مناسب ہے کہ وہ میلا دالنبی کے مہینے میں خوشی منائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ کے لیے محفل منعقد کرے ، جس میں احادیث صحیحہ سے آپ کے میلاد کے واقعات بیان کیے جائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ ایسا شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے صالحین کے زمرے میں داخل ہوگا اور جس شخص کے جسم میں آپ کی محبت سرایت کرجائے گی وہ جسم انشاء اللہ بوسیدہ نہ ہوگا اور آپ کی شفاعت اس شخص کو حاصل ہوگی ، جو آپ سے محبت رکھتا ہوگا ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ''**المرء مع من احبه**'' جو شخص جس سے محبت کرتا ہے اس کے ساتھ رہے گا، اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت فرمائے جس نے میلا دمبارکہ کی راتوں کو عید بنالیا اوران راتوں میں اگر صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت صلوٰۃ وسلام پڑھا جائے تو یہ بھی کافی ہے''۔(۱)

شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی کا عمل میلاد

ہندوستان کے تمام علمائے کرام نے بھی ہمیشہ سے مروجہ محفل میلا دالنبی کے جواز پرفتوی دیا اور غیر منقسم ہندوستان کے ہر مسلم گھرانے میں اسی فتوے پر عمل کیا جاتا رہا ہے، حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمہ جو ہند میں ہر مکتب فکر کے لیے مرجع ومصدر ہیں، وہ میلا دالنبی کے سلسلے میں لوگوں کو ترغیب دلانے کے لیے اپنا عمل رئیس مرادآباد علی محمد خان صاحب کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں:

''باقی ماند مجلس مولود شریف پس حالش ایں ست کہ بتاریخ دوازدہم شہر ربیع الاول ہمی کہ مردم موافق معمول سابق فراہم شدند و درخواندن

(۱)شرح المولود لابن الحجر بحوالہ جواھر البحار ج۳/ص ۳۴۰۔

درود شریف معمول گشتند وفقیر می آید اولاً بعضے از احادیث وفضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مذکور می شود بعد ازاں ذکر ولادت باسعادت واز حال رضاع وحلیہ شریف وبعضے از آثار کہ دریں اواں بظہور آمد بہ معرض بیان می آید پس بر ما حضر از طعام یا شیرینی فاتحہ خواندہ تقسیم آں بہ حاضرین مجلس می شود"۔(۱)

ترجمہ: رہا معاملہ محفل میلاد شریف کا تو اس کا حال یہ ہے کہ بارہویں ربیع الاول کو لوگ حسب معمول سابق میرے گھر جمع ہوتے ہیں اور درود شریف پڑھنے میں مشغول ہوتے ہیں، ناچیز بھی حاضر ہوتا ہے پہلے بعض احادیث مبارکہ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے فضائل جلیلہ کا بیان ہوتا ہے، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت اور کچھ احوال شیر خوارگی اور حلیہ شریف کا ذکر کیا جاتا ہے، اور بعض اخبار و آثار جو ان مبارک اوقات میں وقوع پذیر ہوئے بیان کیے جاتے ہیں پھر ماحضر کھانے یا شیرینی پر فاتحہ دے کر اس کو حاضرین مجلس میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

ماضی کے اس آئینہ میں حال کی تصویر صاف نظر آرہی ہے کہ مسئلہ میلاد النبی علیہ السلام حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمہ کے زمانہ اور ان سے پہلے بھی اسی ہیئت پر تھا، جس پر آج ہے، گذشتہ زمانوں میں بھی تمام علما، فضلا، مفتی، متقی، صوفی، صافی صالحین، عارفین، مشائخین، عوام وخواص نے اس کا اہتمام وانعقاد کیا ہے، جو آج تک باقی ہے۔

محفل میلاد نورٌ علیٰ نور

ہندوستان کے ایک ذی وجاہت بزرگ، یکتائے روزگار عالم دین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۱۴ھ-۱۱۷۶ھ مکۃ المکرمہ میں اس مبارک ومسعود مقام پر اپنی حاضری کا تذکرہ کرتے ہیں، جہاں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

(۱)ماخوذ انوار ساطعہ، ص ۲۱۴۔

کی ولادت باسعادت ہوئی اوراہل مکۃ المکرمہ کااس مقام پرجمع ہوکرمحفل میلادمنعقد کرنے کا چشم دید منظراوراس میں اپنی حاضری کا پرنورسماں بیان کرتے ہیں۔ذیل میں ان کے اس بیان کوتعصب کی عینک ہٹاکرچشم دل سے پڑھیں۔وہ لکھتے ہیں:

”کنت قبل ذالک بمکۃ المعظمۃ فی مولد النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی یوم ولادتہ والناس یصلون علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ویذکرون اِرْھاصاتہ التی ظھرت فی ولادتہ وشاھدت قبل بعثتہ فرأیت انواراً سطعت دفعۃ واحدۃ لا اقول انی ادرکتھا ببصر الجسد ولا اقول ادرکتھا ببصر الروح فقط واللّٰہ اعلم کیف کان الامر بین ھٰذا وذالک فتاملت تلک الانوار فوجد تھا من قبل الملٰئکۃ المومنین بامثال ھٰذہ المشاھدۃ بامثال ھٰذہ المجالس وزینت یخالط انوار الملٰئکۃ انوار الرحمۃ“(۱)

ترجمہ:(حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں)”میں اس کے پہلے مکہ معظّمہ مقام مولود النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں تھا، روز ولادت یعنی بارہویں تاریخ ربیع الاول میں لوگ نبی علیہ السلام پر درود پڑھتے ہیں اور وہ کرامتیں جو وقت ولادت شریف ظاہر ہوئی ان کا ذکر کرتے ہیں اور وہ حالتیں جو قبل نبوت وقوع میں آئیں ان کا بھی تذکرہ کرتے ہیں، یکا یک میں نے دیکھا کہ ہر طرف نور پھیل گیا، میں نہیں کہہ سکتا کہ میں نے یہ واقعہ ظاہری آنکھ سے دیکھا یا باطنی اور بصیرت روحی سے، اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ وہ ظاہری وباطنی کے درمیان کیا عالم تھا،غرض کہ میں نے تأمل کر کے غور سے ان انوار کو دیکھا تو وہ ان فرشتوں کے انوار تھے،جس کو اللہ تعالیٰ نے معین کر رکھا ہے، اس بات پر کہ ایسے ایسے مقامات میں اور

(۱)فیوض الحرمین، بحوالہ انوارساطعہ،ص ۲۱۵۔

ایسی ایسی مجلسوں میں حاضر ہوا کرو اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ انوار ملائکہ کے ساتھ انوار رحمت کا خلط ملط ہو رہا تھا یعنی ایک تو ملائکہ خود اجسام نوری ہوتے ہیں، دوسرے انوار رحمت حاضرین مجلس کے لیے نازل ہوتے ہیں یہ دونوں انوار مل کر مجلس نور ہی نور ہو رہی تھی''۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے نزدیک

مروجہ میلاد النبی وجہ مغفرت

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جو خاتم المحدثین کے لقب سے ملقب ہیں اور اپنے و بیگانے سبھی کے لیے سند کی حیثیت رکھتے ہیں، گذشتہ اوراق میں جواز میلاد پر آپ کا ایک جامع و مانع اقتباس ''حدیث ثویبہ'' کے ذیل میں گزرا جس سے ان کے نزدیک میلاد کی شرعی حیثیت واضح طور پر سامنے آئی، اب یہاں پر آپ کی کتاب ''اخبار الاخیار'' سے مزید ایک اقتباس پیش کر رہا ہوں، جس میں آپ نے رو رو کر اللہ کی بارگاہ میں اپنی بخشش کی دعا کی ہے اور عمل مولود و میلاد کو خدا کی بارگاہ میں بطور وسیلہ اور عمل خیر کے پیش کیا ہے، جس سے ان علماء و محدثین کے نزدیک عمل میلاد کی عظمت و رفعت کا پتہ چلتا ہے، آپ تحریر فرماتے ہیں:

''اے اللہ عزوجل! میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جسے تیری بارگاہ میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں، میرے تمام اعمال میں فساد نیت موجود ہے، مجھ حقیر فقیر کا ایک عمل صرف تیری ذات پاک کی عنایت کی وجہ سے بہت شاندار ہے اور وہ یہ ہے کہ محفل میلاد کے موقع پر میں کھڑے ہو کر تیرے محبوب پر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت ہی عاجزی و انکساری، محبت و خلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتا رہتا ہوں۔ اللہ عزوجل! وہ کونسا مقام ہے جہاں میلاد مبارکہ سے زیادہ تیری خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے، اس لیے اے ارحم الراحمین مجھے

پکا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی بیکار نہ جائے گا بلکہ تیری بارگاہ میں قبول ہوگا اور جو کوئی درود وسلام پڑھے اور اس کے ذریعہ سے دعا کرے وہ دعا کبھی مسترد نہیں ہوسکتی''۔(۱)

گذشتہ اوراق میں عرب وعجم کے جلیل القدر مفتیان عظام کے اعمال واقوال اور فتاوے کی عبارتیں پیش کی گئی ہیں، جس سے معلوم ہوا کہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مروجہ طریقے سے منانے مثلاً قیام کرنے، چراغاں کرنے، منبر لگانے، تاریخ متعین کرنے، شیرینی پر فاتحہ کرنے، ضیافت کرنے اور لوگوں کے مجمع میں ذکر ولادت کرنے وغیرہ پر علما ربانیین نے بدعت حسنہ مستحبہ کا فتوی اور حکم صادر فرمایا اور اسے موجب خیر وبرکت وباعث نجات آخرت سمجھ کر اس کے عامل رہے ہیں، اسی لیے کہا گیا ہے کہ میلاد النبی طریقۂ مروجہ سے امت کا اجماعی اور اتفاقی مسئلہ ہے جو کسی بھی مسلمان کے عمل میلاد کے لیے حجت قاطعہ ہے۔

اجزاء میلاد میں سے ہر ایک جزء کا

حدیث سے ثبوت

نیز میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جو طریقہ فی زمانہ رائج ہے مثلاً قیام کرنا، چراغاں کرنا، دن متعین کرنا، منبر بچھانا، شیرنی پر فاتحہ کرکے تقسیم کرنا، ضیافت کرنا وغیرہ میں سے ہر ایک کا ثبوت فرداً فرداً سنت سے ثابت اور اس کی ترغیب میں احادیث وارد ہیں۔لہٰذا ان میں سے ہر ایک امر شرعی ہوا اور چند امور شرعیہ کو یکجا وہم آہنگ کر دینے سے جو صورت متشکل ہوگی وہ ناجائز نہیں بلکہ بدستور سابق مباح ہی رہے گی۔ہم ذیل میں ان افراد میلاد میں سے ہر ایک کے متعلق حدیثیں پیش کرتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ ان افراد میں سے کوئی بھی فرد بے اصل نہیں بلکہ ان میں سے ہر ایک کا ثبوت شرع میں موجود ہے۔

---

(۱)اخبار الاخیار، ص ۲۳۷ تا ۲۴۷۔

حدیث سے قیام کا ثبوت

"عن عائشۃ ام المومنین ما رأیت احدا اشبہ سمتاً و دلا و ھدیا برسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وکانت اذا دخلت علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قام الیھا فقبّلھا وأجلسھا فی مجلسہ وکان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا دخل علیھا قامت عن مجلسھا فقبلتہ واجلستہ فی مجلسھا"۔(۱)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے زیادہ کسی کو طور وطریقہ، روشن ونیک خصلت میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ نہیں دیکھا، جب وہ حضور کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے کھڑے ہوجاتے اوران کی پیشانی چومتے اورانہیں اپنی جگہ پر بیٹھاتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کے یہاں تشریف لے جاتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنی نشست سے کھڑی ہوجاتیں، دست اقدس کا بوسہ لیتیں اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جگہ پر بیٹھاتیں۔

نیز صحابہ کرام کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے درجہ ذیل حدیث سے ثابت ہے۔

"کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یجلس معنا فی مسجد یحدثنا فاذا قام قمنا قیاما حتی نراہ قددخل بعض بیوت أزواجہ (۲)"

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مجلس میں تشریف فرما ہوکر

(۱) جامع الترمذی۔ باب فضل فاطمہ، ج۲/ص ۲۲۷۔

(۲) سنن ابو داؤد، کتاب الادب۔ باب فی الحلم واخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج۲ ص ۶۵۸۔

ہمارے ساتھ گفتگو فرمایا کرتے تھے، پھر جب قیام فرماتے تو ہم سب بھی ساتھ کھڑے ہوجاتے اور اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کے گھر میں داخل ہوتا نہ دیکھ لیتے۔

ایک حدیث میں ہے۔

"عن انس رأی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم النساء والصبیان مقبلین قال حسبت انہ قال من عرس فقام النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ممثلاً فقال اللّٰھم انتم من احب الناس اِلَیَّ قالھا ثلاث مراراً"۔(۱)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں اور عورتوں کو آتے ہوئے دیکھا، راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا شادی سے آتے ہوئے دیکھا، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشی سے کھڑے ہوگئے اور فرمایا بخدا تم (انصار) مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو، یہ کلمات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا۔

ان احادیث مذکورہ سے معلوم ہوا کہ کسی کی تعظیم میں یا فرط مسرت اور اظہار فرحت وسرور کی وجہ سے کھڑے ہوجانا سنت سے ثابت ہے لہٰذا بوقت میلاد ذکر رسالت سے سرشار ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کے لیے جو کہ مطلوب شرعی ہے، کھڑے ہوجانا اتباع سنت وصحابہ کیوں نہ ہو۔ اسی وجہ سے کتب فقہ میں آداب زیارت روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ جزئیہ مصرح ہے۔

"ویقف کمایقف فی الصلوٰۃ"۔(۲)

ترجمہ: قبر مبارکہ کے سامنے ایسا کھڑا ہو جس طرح نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔

---

(۱) صحیح البخاری، ج۱/ص ۵۳۴۔

(۲) فتاوی عالمگیری، باب زیارۃ القبور، ص۳۶۵۔

حدیث سے چراغاں کا ثبوت

چراغاں اور روشنی کرنے کے تعلق سے حدیث شریف میں ہے کہ۔

''جب تمیم دارمی رضی اللہ عنہ مدینہ آئے، قنادیل و رسیاں اور روغن زیتون لائے، مسجد نبوی کے ستونوں سے قنادیل کو لگا دیا، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعا دی کہ تو نے ہماری مسجد کو روشن کیا اللہ تجھ کو روشنی بخشے'' (۱)

ذکر رسول کے لیے منبر لگانا

یوں ہی تذکرہ سرور کائنات، فخر موجودات علیہ التحیۃ والثنا کے لیے مجمع عام میں منبر وغیرہ لگانے کا ثبوت بھی بخاری و مسلم اور ترمذی وغیرہ کی اس حدیث سے ثابت ہے جس میں یہ ہے کہ حضور نے نعت گوئی کے لیے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے منبر لگوایا اور انھوں نے اس پر کھڑے ہو کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں نعتیہ اشعار پڑھے، اور یہ حدیث اس کتاب کے صفحہ ۲۶ / پر درج ہے۔

حدیث سے تاریخ متعین کرنے کا ثبوت

تاریخ کی تعین و تخصیص کے ساتھ کسی دن کو منانا اور اس پر مداومت رکھنا بھی احادیث سے ثابت ہے، حدیث شریف یہ ہے:

''عن ابن عباس قال قدم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم المدینۃ فرای الیھود تصوم یوم عاشوراء فقال ماھٰذا؟ قالوا ھٰذا یوم صالح، ھٰذا یوم نجی اللّٰہ بنی اسرائیل من عدوھم فصامہ موسیٰ قال فانا احق بموسیٰ منکم فصامہ وامر بصیامہ'' (۲)

(۱) سیرت حلبی بحوالہ انوار ساطعہ ص ۳۵۷۔ (۲) صحیح البخاری کتاب الصوم باب صیام یوم عاشورا۔ ج ۱/ص ۲۶۸۔ صحیح المسلم باب صوم یوم عاشورائ، ج ۱/ص ۳۵۹۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے اور یہودیوں کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے دیکھا تو اس کے بارے میں آپ نے استفسار فرمایا، لوگوں نے عرض کیا کہ یہودی اس لیے روزہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے نبی کو نجات بخشی اور ان کے دشمن کو غرق کیا، تو اس نعمت پر شکر ادا کرنے کے لیے موسیٰ علیہ السلام نے اس دن روزہ رکھا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ہم تو موسیٰ علیہ السلام سے ان سے زیادہ قریب ہیں، پھر آپ نے اس دن روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

نیز مسلم شریف کی وہ حدیث جس میں یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن کا روزہ رکھتے تھے۔(۱) دن و تاریخ کی تخصیص کے لیے واضح دلیل ہے۔

حدیث سے فاتحہ کا ثبوت:

فاتحہ یعنی کلام الٰہی پڑھ کر ارواح کو ایصال ثواب کرنا اور شیرینی تقسیم کرنا بھی بخاری شریف کی حدیث سے ثابت ہے۔ حضرت امام بخاری قدس سرہ نے "صحیح بخاری" میں ایک طویل حدیث جلیل القدر صحابیٔ رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ۹۳ھ سے تخریج کی ہے، جس میں یہ ہے:

"فعمدت الی تمر و سمن و اقط فاتخذت حیسة فی برمة فارسلت بها معی الیه فانطلقت بها الیه فقال لی ضعها ثم امرنی فقال ادع لی رجلاً سماهم و ادع لی من لقیت قال ففعلت الذی امرنی فرجعت فاذا البیت غاص باهله فرایت النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وضع یدیه علی تلک الحیسة وتکلم بها ماشاء اللّٰہ ثم جعل یدعوا عشرة عشرة یاکلون

(۱) مشکوٰۃ المصابیح، باب صیام التطوع، ص۱۷۹۔

ویقول لھم اذکروا بسم اللہ ولیاکل رجل مما یلیه قال حتی تصدحوا کلھم عنھا"(۱)

ترجمہ: راوی فرماتیہیں "میری والدہ نے کھجور، گھی اور پنیر ملا کر ایک ہانڈی حلوہ بنایا اور مجھ کو دے کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روانہ کیا، اس حلوہ کو لے کر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اس کو رکھ دو، پھر آپ نے مجھے حکم فرمایا جا کر لوگوں کو بلا لاؤ، آپ نے ان سب کا نام بتایا اور فرمایا کہ جو بھی تم کو ملے اس کو بلا لینا، حضرت انس ابن مالک فرماتے ہیں میں آپ کے حکم کے مطابق لوگوں کو دعوت دینے گیا، جب میں واپس لوٹا تو میں نے دیکھا کہ گھر لوگوں سے بھرا ہوا ہے، پھر دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ کو اس حلوہ پر رکھا اور جو کچھ اللہ نے چاہا وہ آپ نے اس حلوہ پر پڑھا، پھر دس دس آدمیوں کو کھانے کے لیے بلانا شروع کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے فرماتے، اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کرو اور چاہیے کہ ہر آدمی اپنے قریب سے کھائے، برتن کے بیچ میں ہاتھ نہ ڈالے یہاں تک کہ سب لوگوں نے اس سے کھا لیا"۔

حدیث سے ضیافت کا ثبوت

اسی طرح گھر آئے مہمان کی مہمان نوازی اور ضیافت کی ترغیب وتعلیم بھی حدیث میں موجود ہے۔

"عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفه"۔(۲)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

(۱) صحیح البخاری، باب الھدیه للعروس من کتاب النکاح، ج ۲ ص ۷۷۵/۷۷۶۔
(۲) مشکوٰۃ المصابیح، باب الضیافت، ص ۳۶۸۔

وسلم نے فرمایا، جس کو اللہ اور آخرت پر ایمان ہے اسے چاہئے کہ گھر آئے مہمانوں کی ضیافت کرے۔

خوبصورت فرش وبستر بچھانا، عطر وخوشبو کا استعمال کرنا، کھانا اور شیرینی کا اہتمام کرنا افراد ضیافت سے ہیں، لہٰذا یہ سب بھی "ماورد به الشرع" میں داخل ہوں گے۔

ایک مسلّمۂ قاعدہ: اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا چیزوں کی اصل تنہا تنہا احادیث میں موجود ہے، لہٰذا یہ تمام چیزیں مباح، جائز اور درست ہیں ان میں سے کسی بھی چیز کی شریعت غرّا، میں ممانعت وارد نہیں اور بعض مباحات کا بعض کے ساتھ انضمام واختلاط واجتماع کسی کے نزدیک کراہت وحرمت کا باعث نہیں، حجۃ الاسلام حضرت امام محمد بن محمد غزالی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"فان افراد المباحات اذا اِجتمعت کان ذالک المجموع مباحا ومهما انضم مباح الی مباح لم یحرم الا اذا تضمن المجموع محظوراً لاتتضمنه الاحاد"۔(۱)

ترجمہ: تو بے شک افراد مباحات جب مجتمع ہوں تو وہ مجموعہ مباح ہوگا اور جب مباح مباح کی جانب ضم ہو تو حرام نہ ہوگا، مگر جب کہ مجموع کسی محظور وممنوع کو متضمن ہو اور احاد اس کو متضمن نہ ہوں۔

لہٰذا اصل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم جو قرآن واحادیث وآثار صحابہ اور اجماع امت سے ثابت ہے، اس میں ان اشیاء مباحات کے انضمام واختلاط سے کوئی خلل و نقصان سرایت نہ کرے گا بلکہ حسب سابق جائز ودرست، مستحب ومستحسن رہے گا، بلکہ "نورٌ علیٰ نور" ہوگا۔

میلاد النبی کی مخالفت میں چند مولویوں کے فتاوے کی حقیقت

اب یہ بات کہ چند لوگوں نے مثلاً مولانا محمد قاسم نانوتوی ۱۲۹۷ھ، مولانا رشید احمد

(۱) احیاء العلوم، بیان الدلیل علی اباحۃ السماع، الدرجۃ الثالثه، ج ۲/ص ۲۴۱۔

گنگوہی ۱۳۲۲ھ، مولانا اشرف علی تھانوی ۱۳۶۲ھ وغیرہ نے محفل میلاد کے عدم جواز کا قول کیا ہے، تو عرض ہے کہ ان حضرات کا زمانہ تقریباً ڈیڑھ سو سال کا ہے اور بس۔ حالانکہ اس سے پہلے بلکہ کئی صدی پہلے ہی مروجہ عمل میلاد پر امت مسلمہ کا اجماع ثابت ہے جیسا کہ ۹ رصدی ہجری کے عظیم مجدد حضرت امام جلال الدین السیوطی قدس سرہ کے فتویٰ سے ظاہر ہے۔ لہٰذا ان حضرات کا عدم جواز کا قول کرنا اجماع امت کی مخالفت ہے اور قاعدہ مسلم ہے "**والعمل علی الخلاف خرق الاجماع**" یعنی اتفاق امت کے خلاف عمل کرنا اجماع کا توڑ دینا ہے، جو کہ خود اپنے آپ میں ایک جرم عظیم ہے، کیوں کہ حدیث میں اجماع امت کی اتباع اور پیروی کا حکم وارد ہے اور مخالفت پر جہنم کی شدید وعید ہے، حدیث شریف ہے:

"**اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار**"(۱)

ترجمہ: سواد اعظم کی اتباع کرو جو جماعت سے علیحدہ ہوا، جہنم میں علیحدہ گیا۔

نیز جس زمانہ میں ان حضرات نے جمہور علماء اور عامۃ المسلمین کی مخالفت میں میلاد النبی کے عدم جواز پر فتوی دیا، اس وقت تمامی علمائے ہند نے ان کی مخالفت کی۔

(۱) "انوار ساطعہ" مصنفہ حضرت مولانا عبد السمیع رامپوری ۱۳۱۸ھ

(۲) "تقدیس الوکیل" مصنفہ حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری ۱۳۱۹ھ

(۳) "البوارق اللامعہ" مصنفہ حضرت علامہ نذیر احمد رامپوری

(۴) "انوار آفتاب صداقت"۔ مصنفہ حضرت علامہ قاضی فضل احمد لدھیانوی

کے ساتھ ساتھ کئی کتابیں لکھی گئیں اور خود ان حضرات کے پیر استاذ، مربی حضرت شیخ المشائخ شاہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ نے جواز میلاد اور ان کے ردو طرد کے لیے "فیصلہ ھفت مسئلہ" کے نام سے ایک مختصر سی کتاب لکھی اور مسئلہ کی تفہیم کی از حد کوشش کی اور پھر اخیر میں انھیں بحیثیت مرید ہدایت کرتے ہوئے اپنا مشرب

(۱) مشکوٰۃ المصابیح، باب الاعتصام بالکتاب و السنۃ، ص ۳۰۔

بیان کیا، وہ اس کتاب میں لکھتے ہیں:

''اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعۂ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں'' (۱)

جواز میلاد کا فتویٰ دینے والے اکابر علماء کے اسمائے گرامی

اس مقام پر ان اکابر علمائے اسلام ومفتیان عظام کے ناموں کی فہرست پیش کر دینا مناسب ہے جنھوں نے عمل میلاد کو مستحب ومستحسن قرار دیا ہے تاکہ ہر قاری خود ہی اندازہ کر لے کہ ان جلیل القدر مرجع فتوی وصاحب تقوی مفتیان اسلام کے فتاوی کے سامنے مٹھی بھر منکرین کے انکار کی کیا حیثیت ہے۔

حضرت مولانا عبد السمیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''انوار ساطعہ'' میں عرب وعجم کے مشاہیر فقہاء ومحدثین میں سے ایسے تہتر ناموں کو شمار کرایا ہے، جنھوں نے مروجہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جواز پر باضابطہ کتابیں لکھیں یا فتاوے صادر فرمائے ہیں، جسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

(۱) شیخ عمر ابن محمد
(۲) علامہ ابو الخطاب ابن دحیہ اندلسی
(۳) علامہ ابو الطیب السبتی
(۴) امام ابو محمد عبد الرحمن بن اسماعیل استاذ امام نووی معروف بہ ابو شامہ
(۵) علامہ ابو الفرح بن جوزی
(۶) علامہ امام سیف الدین حمیری دمشقی
(۷) حافظ شمس الدین ابن جزری
(۸) حافظ عماد الدین ابن کثیر
(۹) علامہ ابو الحسن احمد بن عبد اللہ البکری
(۱۰) علامہ ابو القاسم محمد بن عثمان الدمشقی
(۱۱) شمس الدین محمد بن ناصر الدین الدمشقی
(۱۲) علامہ سلیمان برسوی امام جامع سلطان
(۱۳) ابن الشیخ آقا شمس الدین
(۱۴) المولیٰ حسن البحری
(۱۵) شیخ محمد بن حمزۃ العربی الواعظ
(۱۶) الشیخ شمس الدین احمد ابن محمد السیواسی
(۱۷) علامہ حافظ ابو الخیر سخاوی

---

(۱) فیصلہ ہفت مسئلہ، ص ۱۱۱۔

(۱۸) سید عفیف الدین الشیرازی
(۱۹) ابوبکر الدنقلی
(۲۰) برہان محمد ناصح
(۲۱) برہان ابوالصفا
(۲۲) الشمس الدمیاطی معروف بہ ابن السباطی
(۲۳) برہان بن یوسف الفاتوش
(۲۴) حافظ زین الدین عراقی
(۲۵) مجدالدین محمد بن یعقوب فیروزآبادی، شیرازی
(۲۶) امام محقق ولی الدین ابوذرعہ العراقی
(۲۷) ابوعبداللہ محمد بن النعمان
(۲۸) جمال الدین العجمی الہمدانی
(۲۹) یوسف الحجاز
(۳۰) یوسف بن علی بن زراق الشامی
(۳۱) ابوبکر الحجاز
(۳۲) منصور بشار
(۳۳) ابوموسیٰ ترہونی، یا زرہونی
(۳۴) شیخ عبدالرحمن بن عبدالملک
(۳۵) ناصرالدین المبارک المشہور بہ "ابن الطباخ"
(۳۶) امام علامہ ظہیرالدین ابن جعفر الحسینی
(۳۷) فاضل عبداللہ بن شمس الدین الانصاری
(۳۸) الشیخ الامام صدرالدین موہوب الجزری الشافعی
(۳۹) علامہ ابن حجر عسقلانی
(۴۰) شیخ جلال الدین سیوطی
(۴۱) محمد بن علی الدمشقی
(۴۲) شیخ شہاب الدین قسطلانی
(۴۳) نورالدین علی حلبی الشافعی
(۴۴) علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی
(۴۵) علی بن سلطان محمد ہروی المعروف ملا علی قاری
(۴۶) عبدالرحمن صفوری شافعی
(۴۷) نورالدین ابوسعید بورانی
(۴۸) سید امام جعفر برزنجی
(۴۹) سید زین العابدین برزنجی
(۵۰) شیخ احمد بن علامہ ابوالقاسم بخاری
(۵۱) شیخ اسماعیل حقی افندی
(۵۲) احمد بن قشاشی مدنی
(۵۳) محمد بن غرب مدنی
(۵۴) شیخ عبدالملک کردی
(۵۵) فاضل ابراہیم باجوری
(۵۶) امیر محمد استاذ ابراہیم باجوری
(۵۷) شیخ سقاط استاذ الاستاذ باجوری
(۵۸) شیخ عبدالباقی پدر و استاذ علامہ زرقانی
(۵۹) شیخ محمد رملی
(۶۰) علامہ احمد بن حجر

(۶۱) حافظ ابن رجب حنبلی
(۶۲) ابوزکریا یحییٰ ابن عائذ حافظ کبیر اندلسی
(۶۳) سعید بن مسعود گازرونی
(۶۴) مولانا زین العابدین محمود نقشبندی
(۶۵) علامہ شہاب الدین احمد الخفاجی
(۶۶) حضرت مولانا جمال الدین میرک
(۶۷) علامہ محمد رفاعی مدنی
(۶۸) قاضی ابن خلکان شافعی
(۶۹) مولانا معین الدین الواعظ الہروی معروف بہ ''ملا مسکین''
(۷۰) علامہ ابواسحٰق ابن جماعۃ
(۷۱) شیخ محمد بن طاہر محدث
(۷۲) شیخ عبدالحق محدث دہلوی
(۷۳) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱)

غرضیکہ ان اکابر فقہاء ومحدثین ومفسرین کے سامنے ان مٹھی بھر حضرات کا اختلاف سراسر نفسانی تھا، ورنہ تو لازم آئے گا کہ عرب وعجم کے تمام علمائے عظام مثلاً حضرت امام سیوطی، علامہ ابن جزری، علامہ ابن عابدین شامی، علامہ اسماعیل حقی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ امداد اللہ مہاجر مکی علیہم الرحمہ وغیرہ ایک ناجائز امر کو جائز ومستحب ومستحسن اور موجب خیر وبرکت قرار دیتے ہوں، معاذ اللہ۔

اعلی حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ اپنی کتاب ''اقامۃ القیام'' میں حرمین طیبین اور دیگر بلاد اسلامیہ کے مفتیان اسلام کے فتاوے نقل کر کے لکھتے ہیں:

> ''اب منصف انصاف کرے آیا اس قدر علمائے مکہ معظّمہ ومدینہ منورہ وجدہ وروم وشام ومصر ودمیاط ویمن وزبید وبصرہ وحضرموت وحلب وحبش وبرزنج وبرع وکردو داغستان واندلس وہند کا اتفاق قابل قبول، ارباب عقول نہ ہوگا یا معاذ اللہ یہ عمائد شریعت صدہا سال سے آج تک سب کے سب مبتدع وبدمذہب اور ایک بدعت وضلالت کے مستحب ومستحسن ماننے والے ٹھہریں گے'' (۲)

جواب سوالات بالترتیب

مذکورہ بالا تفصیل کے بعد صورت مسئولہ کے جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) میلاد النبی علیہ التحیۃ والثنا کی اصل سنت الٰہیہ، سنت رسول اللہ اور سنت صحابہ

(۱) انوار ساطعہ۔ (۲) فتاوی رضویہ ج ۱۲ رص ۴۷۔

سے ثابت ہے کہ سرور کائنات، فخر موجودات، رحمۃ اللعالمین، خاتم النبیین، روحی فداہ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ اکمل التحیۃ وافضل الثناء کی ذات طیبہ اللہ تعالیٰ عز وجل کی سب سے عظیم نعمت ہے، اور قرآن کی رو سے نعمت کے حصول پر شکر نعمت اور ذکر نعمت مطلوب ہے اور خود قرآن مجید میں ''میلاد النبی'' کا تذکرہ جابجا موجود ہے۔ ''لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ''(۱) بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجا۔

ساتھ ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ولادت کے شکریہ میں یوم میلاد یعنی پیر کے دن کا روزہ رکھنا مشہور ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا برسر منبر رسالت مآب کی شان اقدس میں نغمہ سنجی کرنا بصراحت کتب حدیث میں مذکور ہے، لہٰذا ثابت ہوا کہ اصل میلاد شریف بہ حکم خدا، ورسول مسنون ہے جیسا کہ ماقبل میں قرآن وحدیث کے حوالے سے تفصیل گذر چکی۔

(۲) رہا یہ سوال کہ اس ہیئت کذائیہ، مجموعہ اور مروجہ (مثلاً منبر وغیرہ لگانا، چراغاں کرنا، شیرنی تقسیم کرنا، قیام کرنا وغیرہ) کے ساتھ محفل میلاد النبی منعقد کرنا تو یہ باجماع جائز ودرست، بدعت حسنہ مستحبہ ہے، عرب سے لے کر عجم تک تمام علما، فضلا، فقہا، صلحا، صوفیا نے اجماعی طور پر اس کے استحباب پر فتویٰ دیا اور برضا ورغبت اس محفل میلاد کے انعقاد پر عمل کرتے رہے، اور لوگوں کو بھی اس پر عمل کی ترغیب دیتے رہے، اور عوام الناس حسب عادت ذوق وشوق کے ساتھ اس عمل خیر کو کرتے رہے اور اس طرح سے اس فعل پر امت کا اجماع قائم رہا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''ان اللہ لا یجتمع ھذا الامۃ علی الضلالۃ ابداً''(۲) اللہ تعالیٰ اس امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔

لہٰذا اصل میلاد النبی فرض وواجب تو نہیں لیکن اصلاً سنت ضرور ہے، جس کا انکار

(۱) سورہ آل عمران۔ پارہ ۴/آیت ۱۶۴۔

(۲) مشکوٰۃ المصابیح باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ص ۳۰۔

موجب ضلالت ہے اور مروجہ طریقہ سے میلاد کرنا مستحب ہے، جس کا انکار مخالفت علماء و اجماع کے باعث سبب محرومی، حرماں نصیبی ہے کہ قرآن پاک میں علمائے ربانین کی اطاعت کا حکم ہے "**اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ**"(۱) اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور اپنے میں سب سے اولی الامر کی اطاعت کرو اور بقول علماء حرمین ایسے منکر شخص پر اجرائے سزا لازم ہے۔

(۳) خاص بارہ ربیع الاول میں ولادت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں محفل میلاد منعقد کرنا اور ہر جائز طریقے سے مسرت کا اظہار کرنا بھی جائز و مستحب ہے کہ اس پر زمانہ دراز سے اہل اسلام کا عمل جاری ہے جو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "**من راہ المسلمون حسنا فھو عنداللّٰہ حسن**" (۲) جسے مومنین اچھا سمجھیں وہ خدا کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ کی جہت سے افضل اور بقول علامہ ابن الجزری اس پر "جنات نعیم" کا مژدۂ جانفزا ہے۔

(۴) یہ کہنا کہ عرب میں یہ عمل نہیں ہوتا، غلط ہے کیوں کہ گذشتہ اوراق سے ظاہر ہے کہ عرب ممالک کے علماء نے نہ صرف اس کار خیر کو کیا بلکہ باضابطہ اس موضوع پر کتابیں لکھیں اور اس کے جواز پر فتوی دیا، نیز ہندوستان کے شیخ الشیوخ شیخ ولی اللہ محدث دہلوی جو ہر مکتب فکر کے مرجع اور ان کے مقتدا و مہتدا ہیں، انھوں نے "**فیوض الحرمین**" میں مکہ مکرمہ میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے مقام پر میلاد النبی کے انعقاد اور اس میں اپنی شرکت کو تفصیلاً لکھا ہے اور اس محفل کو "**نور علی نور**" سے تعبیر کیا ہے، جس سے ظاہر ہے کہ ۱۲/صدی ہجری میں بھی یہ عمل میلاد شہر مکہ مکرمہ میں منعقد ہوتا رہا اور وہاں والے اس میں شریک ہوتے رہے اور بفضلہ تعالی آج بھی مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ اور دیگر بلاد عرب کے علمائے ربانین اور جماعت اہل سنت سے منسلک علماء محفل میلاد کے جواز پر فتوی دیتے آرہے ہیں، مثال کے طور پر حضرت علامہ سید محمد علوی مالکی جو مکہ مکرمہ میں اس صدی کی عظیم و جلیل بزرگ شخصیت ہیں اور مسجد حرام شریف میں شیخ

(۱) النساء، پ۵/آیت، ۵۹۔ (۲) المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابہ

الحدیث کے منصب پر فائز تھے، انھوں نے میلاد النبی کے جواز پر ”**حول الاحتفال بالمولدالنبوی الشریف**“ تحریر فرمائی ہے، جس کا حوالہ میں نے گذشتہ اوراق میں جابجا دیا ہے، یہاں ان کا مشرب وموقف جو اس کتاب میں تحریر ہے، ذیل میں درج کرتے ہیں، جس سے فی زمانہ صالح علماء عرب کا موقف معلوم ہوجائے گا اور پھیلائی جانے والی بدگمانیوں اور غلط پروپیگنڈوں کا خاتمہ ہوگا، وہ تحریر فرماتے ہیں:

”أننا نقول بجواز الاحتفال بالمولد الشریف والاجتماع سماع سیرته والصلوٰة والسلام علیه وسماع المدائح التی تقال فی حقه وإطعام الطعام وإدخال السرور علی قلوب الأمة۔(۱)

ترجمہ: ہم اس کے قائل ہیں کہ محفل میلاد شریف منعقد کرنا سیرت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سننے، صلوٰۃ وسلام پڑھنے اور آپ کی نعتیں سننے کے لیے اجتماع کرنا، اس موقع پر کھانا کھلانا اور امت کے قلوب میں مسرت پیدا کرنا بلاشبہ جائز ہے۔

غرضیکہ سواد اعظم اہل سنت سے وابستہ علماء اور عوام اپنے اپنے ذوق اور عادت کے مطابق محفل میلاد منعقد کرتے ہیں، ہاں وہ لوگ جو نجدی حکومت کے زیر اثر ہیں وہ اگر محفل میلاد نہیں سجاتے تو اس سے علماء وفقہاء کے موقف پر کیا فرق۔

گر نہ بیند بروز شپرۂ چشم　　　چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

(۵) زید کا بیان چونکہ مذہب مہذب اہل سنت سے ہم آہنگ ہے، اس لیے درست اور لائق عمل ہے، بکر کی بات ہرگز ہرگز قابل قبول اور لائق عمل نہیں کہ وہ مخالف شارع وشریعت ہے، عوام کو چاہیے کہ بکر کی بات پر کان نہ دیں بلکہ جماعت اہل سنت کے مطابق عمل کرتے رہیں۔

(۶) بکر کو یہ بہانا بازی کہ ”منانے کے لیے یہ صورت کچھ ضروری نہیں“ چھوڑ کر اس پر عمل درآمد کرنا چاہیے کہ مروجہ صورت کے علاوہ کسی بھی جائز طریقے سے میلاد النبی کی خوشی منانا گرچہ درست ہے، لیکن مروجہ طریقہ بقول شیخ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ ”نورٌ علی نور“ ہے، کہ اس میں میلاد مصطفی کی خوشی کا اظہار بھی ہے اور علماء

(۱) حول الاحتفال بالمولود النبوی الشریف۔ ص ۱۔

ربانیین کی اتباع بھی جو کہ مطلوب شرعی ہے، جس کا ترک ملامت اور لوگوں کی سرزنش کا سبب ہوگا، اس کی مثال حضرت شیخ المشائخ الحاج الشاہ امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ کی زبان فیض ترجمان سے ملاحظہ کریں۔

''مثلاً کوئی بزرگ مجلس میں تشریف لائے اور سب لوگ تعظیم کو کھڑے ہوجائیں ایک شخص بیٹھا رہے تو اس پر ملامت اس وجہ سے کوئی نہیں کرتا کہ تو نے واجب شرعی ترک کیا ہے، بلکہ اس وجہ سے کہ وضع مجلس کی مخالفت کی یا مثلاً ہندوستان میں عموماً عادت ہے کہ تراویح میں جب قرآن مجید ختم کرتے ہیں تو شیرنی تقسیم کرتے ہیں اگر کوئی شیرنی تقسیم نہ کرے تو ملامت کریں گے مگر صرف اس وجہ سے کہ ایک رسم صالح کو ترک کیا۔(۱)

(۷) بکر جو کہ سمجھانے سے یہ تو مان گیا کہ میلاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم شرع میں ثابت ہے اور اسے منانا چاہیے، لیکن طریقہ مروجہ کو نہیں مانتا ہے، اس کے لیے عوام الناس اور امام مسجد (زید) کو چاہیے کہ پیار و محبت اور مزید حکمت عملی کے ساتھ بکر کو سمجھائے کہ ٹھیک ہے کہ میلاد کی خوشی کسی بھی جائز طریقے سے کی جاسکتی ہے مگر طریقۂ مروجہ کے ساتھ محفل میلاد منعقد کرنا حدیث ''اتبعوا السواد الاعظم''(۲) کی رو سے اولیٰ ہے۔

(۸) میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرعی حیثیت پر مشتمل یہ مجمل اور مختصر سا جواب بکر کو پڑھنے کے لیے دیجئے اور اس سے کہیے کہ پڑھنے کے بعد پورے اخلاص اور دیانت کے ساتھ تنہائی میں تعصب کے حجاب کو ہٹا کر اس فارمولے کو اپنائے۔ انشاء اللہ تبارک وتعالیٰ حق واضح ہوجائے گا۔

قبولیت حق کا فارمولہ

قبولیت حق کا فارمولہ یہ ہے ''اپنے دل کو خیالات ایں وآں سے رہائی دیجیے اور آنکھیں بند کر کے گردن جھکا کر یوں دل میں مراقبہ کیجئے کہ گویا یہ سیکڑوں اکابر سب کے سب ایک وقت میں زندہ موجود ہیں اور اپنے اپنے مراتب عالیہ کے ساتھ ایک مکان عالیشان میں جمع ہوئے ہیں اور ان کے حضور مسئلہ میلاد و قیام پیش ہوا ہے

(۱) فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۸۴۔ (۲) مشکوٰۃ المصابیح باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ص ۳۰۔

اوران سب علماء نے ایک زبان ہوکر بلند آواز سے فرمایا ہے بے شک مستحب ہے، وہ کون ہے جو اسے برا کہتا ہے، ذرا ہمارے سامنے آئے اس وقت ان کی شوکت و جبروت کو خیال کیجئے کہ ان میں سے کوئی بھی اس عالی شان مجمع میں جا کر ان کے حضور اپنی زبان کھول سکتا ہے اور یوں تو۔

چوں شیراں برفتند ازمرغ زار
زندرو بہ لنگ لاف شکار

جسے چاہیے کہہ دیجیے کہ وہ کیا تھا ہم ان کی کب مانتے ہیں ان کا قول کیا حجت ہوسکتا ہے؟''۔(۱)

میں اپنی گفتگو وارثان علوم نبوت کے فرد فرید یعنی اعلی حضرت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی تعلیم پر تمام کرتا ہوں، جن کی بارگاہ میں پہنچ کر بڑے سے بڑے منطقی، فلسفی اور بہت سے صاحبان علم وفن نے گلیم شقاوت اتار دی اور مسلک اہل سنت سے وابستہ ہوکر ان کے زلف کے اسیر ہو گئے۔

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
سب اسی زلف کے اسیر ہوئے

واللّٰہ اعلم وعلمہ اتم واحکم

ربنا لا تواخذنا ان سینا او اخطأنا، اللّٰھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل وارزقنا اجتنابہ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

کتبہ سید شہباز اصدق
الدارس فی قسم الافتاء
الجامعۃ الامجدیۃ الرضویۃ بغوسی، مئو، یوپی
المرقوم: ۱۵/ جمادی الاول ۱۴۳۴ھ

(۱) فتاوی رضویہ ج ۱۲ /ص ۲۷ (رضا اکیڈمی ممبئی)

طرحی نعتیہ مشاعرہ کی روداد

رپورٹر: سید رضوان اصدق غوثی

خانقاہ غوثیہ شہودیہ اصدقیہ سہسرام سند المحدثین حضرت سیدنا الشاہ خواجہ شہود الحق چشتی قادری قدس سرہ العزیز کے اجل مرید وخلیفہ عارف باللہ، قطب سہسرام حضرت شہود ثانی سید شاہ خواجہ غلام غوث شہودی اصدقی الچشتی القادری قدس سرہ العزیز کی ذات والا صفات سے وابستہ ہے، جسے بہار کی خانقاہوں میں امتیازی حیثیت حاصل ہے، اس خانقاہ کی دینی، ملی، علمی خدمات کا دائرہ ہندوستان کے علاوہ بنگلہ دیش، افریقہ وغیرہ بیرونی ممالک میں پھیلا ہوا ہے، جود وسخا، بذل وعطا، خاکساری، ذرہ نوازی، بڑوں کا ادب، چھوٹوں پہ شفقت، علم دوستی اور فروغ دین کی ہر ممکن کوشش اس خانقاہ کا امتیازی نشان ہے۔

پیر طریقت حضرت مولانا حافظ سید شاہ عارفین اصدق غوثی شہودی مدظلہ العالی کی سجادگی میں یہ خانقاہ روز بروز ترقی کی شاہراہ پر رواں دواں ہے۔

عوام الناس کی اصلاح وہدایت کے لیے ہر سال مختلف عنوان سے کئی پروگرام خانقاہ کے بینچ تلے انجام پاتا ہے، خصوصیت کے ساتھ ماہ ربیع الاول شریف یعنی پیغمبر اسلام علیہ السلام کی ولادت باسعادت کے پر بہار موقع پر ''جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کی محفل منعقد ہوتی ہے اور اس موقع پر ہر سال کچھ خاص پروگرام عمل میں آتے ہیں، گذشتہ سے پیوستہ سال میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر ''اسلامک کوئیز'' کا انعقاد ہوا تھا، جو انتہائی مقبول ہوا اور بفضلہ تعالیٰ گذشتہ سال ۲۰۱۳ئ میں جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر خانقاہ کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان ''طرحی نعتیہ مشاعرہ'' منعقد ہوا، جس کی صدارت موجودہ سجادہ نشیں حضرت مولانا سید شاہ عارفین اصدق غوثی صاحب قبلہ مدظلہ نے فرمائی، اس مشاعرے میں شعراء اسلام نے کثیر تعداد میں شرکت کی اور درجہ ذیل مصرعے پر اپنے طبع زاد کلام سے پیغمبر اسلام کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا۔

(۱) خوشبو گل طیبہ کی اے باد صبا دیدے

(۲) ذہن و دل میں اتر گئی خوشبو

ان دونوں مصرعوں میں سے پہلا مصرع ادیب شہیر حضرت علامہ ڈاکٹر شکیل اعظمی

صاحب گھوسی مئو، یو پی کی کتاب ''گل قدس'' سے ماخوذ ہے، جبکہ دوسرا مصرع شاعر اسلام جناب محمد سراج الحق صاحب مقیم حال پاکستان کی کتاب سے اخذ کیا گیا ہے، مشاعرے کا آغاز خانقاہ غوثیہ کے وسیع ہال کے اندر ۹ ربجے دن میں حافظ مبارک حسین صاحب استاذ مدرسہ غوثیہ گلزار اصدق سہسرام کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا، بعدہ منتخب مصرعے پر مدعو شعرائے کرام نے باری باری اپنا کلام پیش کیا اور سامعین کو خوب محظوظ کیا، وہ شعرائے کرام جنھوں نے اس مشاعرے میں شرکت کی اور اپنے کلام سے سامعین کو سرفراز کیا، ان کے اسماء درجہ ذیل ہیں۔

(۱) انور جاوید شاداںؔ (۲) شبیر سہسرامی (۳) مشیر احمد جگرؔ (۴) ڈاکٹر عبدالسلام ہمدمؔ (۵) تنویر اختر (۶) عالم پرویز (۷) نسیم سہسرامی (۸) عبدالسلام ضیائیؔ سہسرامی (۹) قاری رضوان الہدیٰ (۱۰) فہیم الحق قادری (۱۱) اختر امام انجمؔ (۱۲) متین سہسرامی (۱۳) سید عارفین اصدق صدر مشاعرہ۔

ان شعراء میں سے بعض نے دونوں مصرعوں پر اور بعض نے صرف ایک مصرعے پر اپنا کلام پیش کیا، ہم اگلے صفحات پر ہر ایک کے کلام کو مشاعرے کی ترتیب پر پیش کر رہے ہیں، تا کہ عشق رسول سے سرشار دلوں کے لیے فرحت و سرور کا سامان ہو سکے، جیسا کہ گذشتہ سطروں میں عرض کیا کہ پہلا مصرع حضرت ڈاکٹر شکیل اعظمی صاحب کا ہے جبکہ دوسرا حضرت سراج الحق صاحب کا ہے اس لیے سب سے پہلے ان دونوں کے کلام کو پیش کیا جائے گا، پھر بالترتیب دیگر شعراء کے کلام ہوں گے۔

اخیر میں دن کے کوئی ۱۲ ربج کر ۴۵ رمنٹ پر صدر مشاعرہ حضور صاحب سجادہ خانقاہ غوثیہ سہسرام نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور بدست خود تمام مہمان شعراء کو تحفے تحائف پیش کیا، تقریباً ا ربجے صلوٰۃ وسلام اور عزیز القدر حضرت حافظ سید ابو ذر حسنات شیرازی صاحب زید مجدہ کی دعا پر مشاعرہ نہایت تزک واحتشام کے ساتھ وجد آفریں ماحول میں اختتام پذیر ہوا، مشاعرے کی نظامت اول تا آخر عبدالسلام ضیائیؔ سہسرامی صاحب نے ادا کی، جبکہ مزمل سہراب غوثی، شمس عالم نیر، شاہد اقبال پپو، فیروز عالم، سرور عالم، شاداب، محمد رستم علی، حافظ غلام قادر، محمد اقبال غوثی، محمد عالیشان اور مدرسہ غوثیہ گلزار اصدق کے دیگر طلبہ نے مشاعرے کے انتظام وانصرام کی جملہ ذمہ داریاں بطریق احسن انجام دیں، اور اہل سہسرام نے سابقہ روایات کے مطابق پورے ذوق وشوق کے

ساتھ شرکت فرما کر مشاعرے کو کامیاب بنایا اور شعراء کو داد و تحسین سے نوازا۔
جناب مشرف قلی خاں، سید عبد الحسنات، حاجی قیام الدین خاں، حاجی انیس احمد، سید سفیر احمد، حاجی رضوان احمد، حاجی نظام الدین شاہی کلاتھ، آصف خان، معراج خان، حاجی حافظ انیس احمد، ابراہیم آرزو وغیرہ نے صاحب سجادہ کے حضور پروگرام کی کامیابی کی بہت بہت مبارکباد پیش کی۔ نوٹ:۔ مولانا فہیم الحق قادری حبیبی اور جناب مشیر احمد جگر سہسرامی کا کلام موصول نہ ہونے کی وجہ سے اس میں درج نہ کیا جاسکا۔
اب ذیل میں دونوں مصرعوں پر شعراء کے کلام ملاحظہ فرمائیں۔

نعت شریف

بیمار محبت کو پیغام شفا دیدے — تو جان مسیحا ہے دامن کی ہوا دیدے
دل اپنا نہ بہلے گا اب اور کسی صورت — تو شہر مدینہ کی پر کیف فضا دیدے
جھیلے گا کہاں تک یہ راہوں کی صعوبت کو — بھٹکے ہوئے راہی کو منزل کا پتہ دیدے
کچھ مانگنے لائق تو منھ اپنا نہیں لیکن — اے جود و سخا والے کچھ بہر خدا دیدے
سرکار کے روضے کا دیدار میسر ہو — مجھ کو یہ سعادت پھر اے میرے خدا دیدے
میں خود بھی مہک اٹھوں اوروں کو بھی مہکاؤں — خوشبو گل طیبہ کی اے باد صبا دیدے

اعمال شکیلؔ اپنے کب عفو کے قابل ہیں
اے شافع محشر تو بس اپنی رضا دیدے

نعت شریف

ان کو چھو کر اگر گئی خوشبو — اور بھی کچھ نکھر گئی خوشبو
جس طرف بھی گئے رسول خدا — آپ کے ساتھ ادھر گئی خوشبو
ان کے ہونٹوں سے پھول کیا برسے — ذہن و دل میں اتر گئی خوشبو
آمد شہر علم صل علی — بزم کن میں بکھر گئی خوشبو
حسن اخلاق کا سہارا ملا — مست اسلام کر گئی خوشبو
گفتگوئے رسول تھی قرآں — آیتوں کی بکھر گئی خوشبو

اے سراجؔ ان کے جسم اطہر کا
حسن پا کر سنور گئی خوشبو

نعت شریف

خلد سے جب اتر گئی خوشبو　　غنچہ و گل میں بھر گئی خوشبو
شاہ دیں آپ کا رخ انور　　دیکھتے ہی ٹھہر گئی خوشبو
فیض پاتے ہی جسم اطہر سے　　رفتہ رفتہ بکھر گئی خوشبو
یا نبی آپ کے بہ فضل وکرم　　سارے عالم میں بھر گئی خوشبو
قافلہ جب چلا مدینے کو　　بن کے خود راہ بر گئی خوشبو
نعت سرکار کے وسیلے سے　　ذہن و دل میں اتر گئی خوشبو

کرکے شاداںؔ طواف کعبہ کا
پھر فضا میں بکھر گئی خوشبو

نعت شریف

ذکر سرکار کر گئی خوشبو　　جسم و جاں میں اتر گئی خوشبو
ان کے حسن وکرم کے دریا سے　　بھیک لے کر سنور گئی خوشبو
گذرے جس سمت سے شہ عالم　　رستے رستے ابھر گئی خوشبو
صدقہ حسن و حسین کا لینے　　ان کے دربار پر گئی خوشبو

نعت سرور کے فیض سے شبیرؔ
میرے فن کی نکھر گئی خوشبو

نعت شریف

اللہ کے دلبر کی اس دل میں بھی جا دیدے　　توفیق مدینے کی اے میرے خدا دیدے
راہوں میں بھٹکتا ہوں منزل بھی نہیں ملتی　　خوشبو گل طیبہ بھی اے باد صبا دیدے
بے پردہ جو پھرتی ہیں یہ بیٹیاں مسلم کی　　یارب انھیں زہرہ کی وہ پاک ردا دیدے
میں شہر نبی جا کر رہ جاؤں مدینے میں　　یارب تو مدینے کا اب ہم کو پتہ دیدے

ہمدمؔ میرے ہونٹوں پر ہے صل علیٰ ہر دم
اللہ میرے غم کی بس اتنی دوا دیدے

نعت شریف

سرور دیں کے گھر گئی خوشبو　　اس لیے اوج پر گئی خوشبو
جس طرف سے گذر گئی خوشبو　　راہ پاکیزہ کر گئی خوشبو
ان کی آمد پہ رات کی رانی　　دامن شب میں بھر گئی خوشبو
کر رہے تھے پرند ذکر رسول　　صبح صادق جدھر گئی خوشبو
چوم کر سرور دوعالم کو　　چاروں جانب بکھر گئی خوشبو
ان کے تلوں کو چھو کے گذری جب　　سیکڑوں گل کتر گئی خوشبو

کر کے دیدار مصطفی اخترؔ
شکر اللہ کر گئی خوشبو

نعت پاک

قریہ قریہ بکھر گئی خوشبو　　جس طرف بھی نظر گئی خوشبو
لمس پاکر لب گلابی کا　　حد سے زیادہ سنور گئی خوشبو
لفظ اقراء کا جب نزول ہوا　　چار جانب اتر گئی خوشبو
چوم کر ان کا روضۂ اقدس　　دیکھو کتنا نکھر گئی خوشبو
مژدہ دینے نبی کی آمد کا　　آمنہ بی کے گھر گئی خوشبو
جن کی تمثیل دو جہاں میں نہیں　　ان سے لینے اثر گئی خوشبو
رک گئے جبرئیل سدرہ پر　　اور سفر آگے کر گئی خوشبو
حق تعالیٰ سے ہمکلام ہوئی　　کار نایاب کر گئی خوشبو
باغ زہرہ کے ننھے پھولوں کی　　ذہن و دل میں اتر گئی خوشبو
سلسلے وار سلسلے کی طرف　　مختصر مختصر گئی خوشبو

ان کے جلوں کی بھیک لینے کو
عالم آٹھوں پہر گئی خوشبو

نعت شریف

آپ آئے بکھر گئی خوشبو　　دونوں عالم میں کر گئی خوشبو
کیوں نہ مٹتی جہان سے ظلمت　　نور پھیلا جدھر گئی خوشبو

نعت سرور زباں سے کیا نکلی　　درمیاں سے گذرگئی خوشبو
ان کی زلفوں کا لمس پاکر کے　　ذہن و دل میں اتر گئی خوشبو
ان کے در کا طواف کرنے کو　　دیکھ شام و سحر گئی خوشبو
جان اپنی نسیمؔ کرنے فدا
روضۂ پاک پر گئی خوشبو

نعت شریف

جب نبی کی بکھر گئی خوشبو　　پھول نکھرے سنور گئی خوشبو
مس ہوا جو بھی مشک بار ہوا　　ان کی کب بے اثر گئی خوشبو
کیوں نہ مہکے ہمارے شعر ضیائیؔ
ذہن و دل میں اتر گئی خوشبو

نعت شریف

اے خیر بشر دیدے اے نور خدا دیدے　　اب اپنے غلاموں کو بس اپنی رضا دیدے
احسان تیرا ہوگا بیمار محبت پر　　خوشبو گل طیبہ کی اے باد صبا دیدے
اے میرے عرب تجھ سے عالم میں اجالا ہے
اس خانۂ دل میں بھی کچھ اپنی ضیائیؔ دیدے

نعت شریف

خوشبو سے معطر ہے میرے خواب کا بستر　　اے باد صبا مجھ کو اس گل کا پتہ دیدے
قرطاس و قلم میرے بس نعت نبی لکھیں　　جو نعت نبی لکھ لیں بس مجھ کو قضا دیدے
وہ اور ہیں جن کو ہے تیری دولت کی ضرورت　　اے ماں میرے دامن میں بس اپنی دعا دیدے
خوابیدہ مقدر کا سنور جائے ستارا　　اللہ مدینے کی گلیوں میں قضا دیدے
سرکار کی طاعت میں یہ عمر گذر جائے
اللہ میرے سر میں کچھ ایسا نشہ دیدے

نعت شریف

گلشن ہے جس بدولت کچھ اس کے سوا دیدے　　خوشبو گل طیبہ کی اے باد صبا دیدے
ہے التجا خدا سے چلوں راہ مصطفی　　پختہ ہو جس سے عقل وہ فکر رضا دیدے

بس جاؤں جا کے پاک معطر زمیں پہ میں　　دل کا سکون طیبہ کی بس آب وہوا دیدے
اللہ کے ہیں بندے خیر الوری کے سب　　اللہ دے سبھی کو خیرالوری دیدے

اللہ سے طلب کے طلبگار ہیں سبھی
انجمؔ کی قسمتوں میں بھی ایسی ہی جا دیدے

نعت شریف

ہو کے طیبہ سے گر گئی خوشبو　　دل میں گھر سب کے کر گئی خوشبو
چاند سورج شجر نظر کیا ہے　　ذہن و دل میں اتر گئی خوشبو
میرے سرکار جس جگہ بھی گئے　　ہر سفر میں ادھر گئی خوشبو
معجزہ ہے حضور کا میرے　　فرش سے عرش پر گئی خوشبو

بفضل حق تعالیٰ درود ان پر
جن کے فن سے سنور گئی خوشبو

نعت شریف

توفیق عمل مجھ کو اے میرے خدا دیدے　　میں خود پہ نظر ڈالوں بس اتنی ضیاء دیدے
یارب میرے بچوں میں تاثیر وفا دیدے　　پاکیزہ نظر دیدے نظروں میں حیا دیدے

جب پیش نظر میرے سرکار کا روضہ ہو
اے ذوق طلب مجھ کو اس وقت صدا دیدے

نعت شریف

عشق شہ بطحا میں جینے کی ادا دیدے　　ہردم میرے ہونٹوں کو احمد کی ثناء دیدے
خوش ہو کے بنالوں میں آنکھوں کے لیے سرمہ　　خاک در جاناں لا کر جو ہوا دیدے
مدت سے سگ طیبہ امید میں بیٹھا ہے　　اک بار فقط آقا تو تو کی صدا دیدے
ہر سمت اندھیرا پھر چھاتا ہے مسلماں پر　　اسلام کو پھر کوئی شبیر ذرا دیدے
ہر عاشق صادق کا گلشن بھی مہک اٹھے　　خوشبو گل طیبہ کی اے باد صبا دیدے

قاری ہے کہاں ایسا عارفینؔ زمانے میں
قرآن کی خاطر جو نیزے پہ گلا دیدے